بعونہٖ

کتاب العطایا

جس مین عطیۂ اراضی بیت المال کے مختلف پہلوؤن پر محققانہ بحث کیگئی ہے
اور ہر مسئلہ کے وجہ ثبوت مین معتبر فتاوؤن اور مستند فقہی کتابون سے
خلفائے راشدین کے مختار طریق عمل کے نظایر اور مشاہیر آئمہ احناف
کے صحیح صحیح اقوال پیش کئے گیئے ہین

مؤلفہٗ

و مصنفہٗ محقق وحید العصر صاحب تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن مولنا
مولوی محمد فتح الدین صاحب اذبر الخوشابی سلمہ الرحمان حسب ارشاد محب علم
(پنجاب)
واہل علم السید النجیب عالیجناب مولنا المولوی میر احمد شریف صاحب وکیل مجلس عالیہ
سرکار آصفیہ۔ اللھم انصرہٗ وانصر عساکرہٗ اینما کان

۱۳۲۹ سنہ ھ

مطبع اختر دکن واقع افضل گنج حیدرآباد دکن مین

طبع ہوئے

بار اول ۵۰۰ جلد

قیمت فی مجلد ۸

فہرست مضامین کتاب العطایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَکَ الْحَمْدُ مَالِکَ الْمُلْکِ عَزِیْزَ الْغَفَّار - وَعَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ مَنْ فَاضَتْ مِنْ نُوْرِہٖ جَمِیْعُ الْاَنْوَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ -

باعث تالیف

میرا فرض منصب اور شغل معہود تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن ہی کی تالیف و تصنیف ہے جسکی تکمیل کے لیئے مین نے اپنے اوقات کو وقف کر رکھا ہے اور بفضلہ اسکی چند پارے تو بالکل مکمل ہو چکے ہین اور بقیہ بھی قریب الاختتام ہین چنانچہ اسکے طبع کے لیے بعض محترم احباب خاص طور پر سعی بھی کر رہے ہین جنکی عنایت اور خلوص کا تہ دل سے مین شکریہ ادا کرتا ہون -

عالیجناب مولٰنا مولوی میر احمد شریف صاحب - کہ اس کار خیر سے خاص دلچسپی رکھتے ہین - بغرض امداد طبع تفسیر آپ نے یہ تحریک کی تھی کہ دولت علیہ آصفیہ مین چونکہ کثرت سے اقطاعات اراضی و نقد و یومیہ اہل حق کو عطا کیا جاتا ہے اور انکے تنازعات کے تصفیہ مین فقہی احکام کی ضرورت ہوتی ہے اگر کوئی مختصر جامع رسالہ انعام شاہی کے متعلق لکھا جائے اور اس مین فقہا کی اقوال کا خاص اہتمام کیا جائے تو علاوہ اسکے کہ اہل ملک کو اس سے فائدہ پونچیگا - اشاعت تفسیر مین بھی اس سے اعانت کی امید کیجا سکتی ہے - فہذہ عجالۃ الوقت - اور چونکہ اس کتاب کی تالیف کے محرک جناب ممدوح ہین لہذا بالتخصیص آپکا ذکر کیا گیا ہے (مولف)

اِصطلاحات

۱ - عطا } اہل لشکر وغیرہ مستحقین بیت المال کے نام پر دفتر مین جو کچھ از قسم نقد و جاگیر و غلّہ لکھا جاتا ہے اُسے عطا کہتے ہین - خصوصًا وہ مال یا نقد کہ بطور سالانہ یا ششماہی دیا جاتا ہے طحطاوی صفحہ ۴۶۷ ج ۲

۲ - رِزق و جامکیہ } یہ اُس نقد کا نام ہے جو بطور مشاہرہ اہل لشکر کو دیا جاتا ہے -

۳ - اقطاع - برّ - صِلہ - صدقہ - احسان - انعام - جاگیر - معافی - معاش - اِرصاد } اُس اراضی بیت المال کو کہتے ہین جو سلاطین وقت مستحقین بیت المال کو عطا کرتے ہین - اُفتادہ زمین ہو خواہ مزروعہ - طحطاوی صفحہ ۴۶۷ ج ۲

۴ - انعام مؤبّد و مُخلّد } اس دائمی انعام و عطیہ اراضی بیت المال کو کہتے ہین جو معطیٰ لہٗ کے لیے بمنزلہ ملک شمار کیا جاتا ہے اور وہ اس مین ہر طرح سے مالکانہ تصرّف کر سکتا ہے (صدریہ)

۵ - مدد معاش } اس انعام کو کہتے ہین جس مین معطیٰ لہٗ فقط منافع اراضی عطا شدہ کا مُستحق

تصور کیا جاتا ہے۔ اور قبضہ زمین پر مالکانہ تصرف نہین کرسکتا۔ (صدریہ)

۶۔ ایمہ یہ وہ عطیہ ہے جو خاص مسجد خصوصًا امام مسجد کے نام پر جاری ہوتا ہے

یہ ایک حقیت معافی قابل انتقال بادشاہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے (صدریہ)

حقیتِ زمین

شرع اسلام کے بموجب زمین کی ملکیت مندرجہ ذیل نو[۹] طریقون سے حاصل ہوتی ہے۔

(۱) غیر مملوکہ[۱] زمین پر قبضہ کرلینے سے جبکہ وہ کسی خاص شخص یا حکومت کی نگرانی مین نہو

(۲) افتادہ و بنجر زمین آباد کرلینے سے جبکہ اس مین کسی دوسرے شخص کا ضرر اور نقصان نہو۔ یا جبکہ وہ حاکمِ وقت کی منظوری سے ہو۔ قَالَ اَبُو یوسف الارضُ المُواتُ الَّتِی لَاحَقّ لِاَحَلٍ وَلَا مِلْكَ فَمَنْ اَحْیَاهَا فَهِیَ کَذٰلِكَ فَهِیَ لَهٗ وَعَنْ عَمرابْنِ الخَطَّاب رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَلَی المِنبَرِ مَنْ اَحْیَا اَرضًا مَیْتَةً فَهِیَ لَهٗ (کتاب الخراج لابی یوسف)

(۳) معاہدہ سے جو قبل از فتح کسی ملک کے باشندونکے ساتھ کیا جاتا ہے جسطرح

---

[۱]۔ شلاً دیہات کے ابتدائً آباد ہوتے وقت ایک قطعہ زمین پر کوئی شخص قبضہ کرلے اس قسم کے شخص کا وہی رُتبہ ہے جو ابتدا مین انسان کو حاصل تھا کہ وہ زمین کا مالک ہے لیکن اگر وہ کسی سلطنت کی نگرانی یا حراست مین ہے تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بدون اجازت حاکم وقت زمین پر قبضہ کرنے والا شخص اسکا مالک نہین ہوسکتا۔ خراج ابی یوسف (مولف)

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بعض قومون[۱] سے ہوا تھا اسکے بعد کہ انہون نے ایک خراج معین ادا کرنا منظور کرلیا تھا۔

(۴) خرید یا تبادلہ یا کسی دوسرے باہمی مُعاہدہ کے رو سے مثلاً مہر کے عوض زمین کا دیدینا۔

(۵) ہبہ سے (۶) وراثت[۲] سے (۷) وقف[۳] سے

(۸) فتحمند لشکر کے درمیان مُحاربین کی مفتوحہ زمین تقسیم ہوجانے سے مثل اراضیاتِ[۴] خیبر و اموالِ بنی نضیر۔

---

[۱] مثل معاملۂ اہل فدک۔ خیبر کے فتح ہوجانے کے بعد اہل فدک نے بواسطہ کسفارۂ محیصۃ بن مسعود نصف اراضیات و نصف نخل کے دیدینے پر صلح کی تحریک کی تھی چنانچہ وہ منظور ہوئی پھر یہ نصف جو رسول اکرم علیہ السلام کا حصتہ تھا بطورِ معاملہ اہل فدک ہی کو دیدیا گیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو جلائے وطن کیا ہے اسوقت آپ کے حکم سے تمام اراضیات و باغات فدک کی قیمت جانچی گئی تھی جسکا نصف (ساٹھ ہزار درم) انکو دیدیا گیا قیمت کی جانچ کرنے والے مالک بن التیہان وسہل ابن ابی خیثمہ اور زید بن ثابت تھے (فتوح البلدان) مولف

[۲] وراثت۔ تمام کفار آپس مین ایک دوسرے کے ترکہ کے وارث بن سکتے ہین گو ان کا مذہب کچھ ہی ہو۔ مگر ان مین سے کوئی ایک مسلمان کے ترکہ کا مالک نہین ہوسکتا اور نہ مسلمان اسکے ترکہ کا۔ (رسالہ حقیت زمینداری)

[۳] حقیت وقف بلحاظ منافع کے تو کامل ہے مگر جس شخص کو دیجاتی ہے اسکو اس کے ذریعہ سے ملکیت کا کامل حق حاصل نہین ہوتا لیکن وقف کرنیوالیکا حق ملکیت اسکے باعث سے ساقط ہوجاتا ہے (مولف)

[۴] خیبر کے آٹھ قلعون مین سے دو قلعہ وطیح وسلالم بطور صلح فتح ہوئے ہین اور باقی بزورِ شمشیر لہذا

(۹) مفتوحہ باشندون پر خراج و محصول جزیہ قرار دینے سے بعد اس کے کہ اُن کو

بقیہ نوٹ صفحہ ۵ - سرور کائنات نے وطیح وسلالم بطریق فے اور تیسرا قلعہ کتیبہ بطریق خُمس لیکر باقی ماندہ پانچ قلعون { ناعم و قموص و نطارۃ و حصن عصنب ابن عاذ - و شق } کو معہ وادی سریر و وادی خالہ کے فاتحین خیبر مین تقسیم کر دیا تھا -

ایسے ہی آنجناب علیہ السلام نے اموال بنی نضیر کو مہاجرین اوّلین و بعض انصار فاتحین مین تقسیم فرما دیا تھا یا مین بن عمیر اور ابی سعید بن دہب کی اراضیات اس سے مستثنا ہین کیونکہ یہ دونون حضرات قبل فتح مشرّف باسلام ہو چکے تھے اور کچھ زمین سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات نے اپنے قبضہ مین بھی رکھ لی تھی جسکی آمد آنجناب کے ازواج مطہرات کے نفقہ مین صرف ہوتی تھی اور آنجناب علیہ السلام کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکی تولیت حضرت عباس رضی اللہ عنہ و حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو عنایت فرمائی تھی لیکن بعد مین جب دفتر قایم ہوا اور مستحقین کے استحقاق کی جانچ و پڑتال کی گئی اور ہر ایک کا نام دفتر مین لکھا گیا تو یہ قرار پایا کہ ہر ایک مستحق کو بیت المال مین سے نقد مشاہرہ دیا جایا کرے - چنانچہ مہاجرین اوّلین کے لیئے جو بدر مین شریک تھے سالانہ پانچ پانچ ہزار درہم مقرر ہوے جن مین حضرت علی کرم اللہ وجہٗ و حضرت عثمان رضؓ و طلحہ - و زبیر - و عبدالرحمن بن عوف ہین اور حضرت عمرؓ نے اپنے لیئے بھی اُنکے ساتھ پانچہزار درہم مقرّر کیئے اور حضرت امام حسین و امام حسن رضی اللہ عنہما کو بوجہ قرابت رسول اللہ اسی درجہ مین شریک فرمایا - لیکن حضرت عباس رضؓ کو فضیلت دیکر اُن کے لیئے سات ہزار درہم مقرّر فرمائے اور ازواج مطہرات کے لیے دس دس ہزار درہم - مگر حضرت عائیشہ رضی اللہ عنہ کے لیے بارہ ہزار درہم مقرر فرمائے اور انہین کے ساتھ ملحق کیا - جویرہ بنت حارث اور

اپنی اپنی زمینون پر رہنے کی اجازت دی جائے - مثل اہالیان صوبہ عراق -[١٥]

بقیہ نوٹ صفحہ ٦ - صفیہؓ بنت حی کو - اس جدید انتظام کے بعد اخراج ازواج مطہرات کے لیئے جو زمین دیگئی تھی وہ بیت المال مین شامل کر لی گئی اور بقیہ حضرت علیؓ کی کفالت مین بحالہ قایم رکھی گئی تھی بعد ازان حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اسکے متولّی بنائے گئے - فتوح -

١٥ امام وقت جب کسی ایسے شہر یا ملک (جو پابندی شرایعۂ اسلام سے انکار کرتا ہے) کو بزور شمشیر فتح کر لیتا ہے تو محاربین کے تمام وہ حقوق جو لڑائی کے قبل انکو حاصل تھے معلق رہجاتے ہین - اگر امام وقت مفتوحہ باشندونکو بطور ذمّیون کے آباد رہنے دے تو وہی انکے حقوق سابق بحال اور از سر نو قایم ہو جاتے ہین اور کوئی تغیر و تبدل انکے حقوقِ ملکیت مین (جو قبل از فتح انکو حاصل تھے) نہین واقع ہوتا - اور اگر وہ محاربین کو اراضی مفتوحہ سے بیدخل کر دے اور ملک کو فتح مند لشکر مین تقسیم کر دے تو مفتوحہ باشندون کے حقوقِ ملکیت اس سے بالکل زائل ہو جاتے ہین - اور وہ زمین فاتحین اسلام کے ملک مین آجاتی ہے - جیسے پیغمبر علیہ السّلام کے زمانہ مین خیبر کی زمین فاتحین خیبر مین تقسیم کر دی گئی تھی - لیکن اگر اہل ملک امام سے نہ لڑین اور بطور صلح خراج و جزیہ دینا قبول کر لین اور وہ بادشاہ یا سلطنت مقابلہ کرے جو ملک پر حکومت کرتی ہے - تو یہ ملک اس قسم کا مفتوحہ ملک نہین جو فتحمندون مین تقسیم ہو سکے - جیسے صوبہ عراق جب حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوا - تو آپ نے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین (جو اسوقت خلیفہ تھے) عرضداشت بھیجی کہ فاتحین عراق اس صوبہ کے غنایم کا تقسیم ہونا چاہتے ہین - اس کے جواب مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ جو غنیمت تمہارے لشکر مین آئی ہے اسکو مسلمانون مین تقسیم کر دو - اور زمینونکو اور نہرون کو ان لوگون کے لیئے جو اسپر عامل (یعنی انپر مالکانہ تصرف رکھتے) ہین چھوڑ دو - تاکہ مسلمانون کے لیے ایک عطیہ ہو - کیونکہ اگر تو اُن مسلمانون مین جو موجود ہین تقسیم کردیگا

بیت المال اور اسکا مصرف

شاہی ملکی خزانہ کے لیئے شرعاً چار مدین مقرر ہین اور ہر ایک کا جداگانہ مصرف ہے۔
(۱) مدِ خمس۔ اس مد مین خمس غنائم اور معاون وخزائن مدفونہ کی آمد جمع کیجاتی ہے۔

نوٹ بقیہ صفحہ ۷۔ تو آیندہ مسلمانون کے لیئے کچھ باقی نہین رہیگا۔ میری رائے ہے کہ ان زمینوں کے علوج تقسیم نہون اور ان پر خراج وجزیہ مقرر کیا جائے کہ وہ اسکو ادا کرتے رہین تاکہ مسلمانون کے لیئے اور لڑائی کے لیئے اور آیندہ مسلمانون کی اولاد کیلئے سرمایہ ہو یہ واقعہ ۱۶ھ کا ہے اسمین اس شرط پر صلح ہوئی کہ اہل ملک اپنی اپنی زمینوں پر بحالہ قایم رہین اور ہر سال ایک لاکھ درم ادا کیا کرین اور ہمیشہ مسلمانون کے مددگار وموافق رہین اور ان کے خلاف بغاوت نکرین صاحب فتوح البلدان کہتے ہین۔ یہ اوّل مال ہے جو عراق سے مدینہ منورہ مین پوہنچا ہے —
خلاصہ مضمون واقع یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی تحریک پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ اسمین ایک گروہ نے اسپر گفتگو کی اور یہ چاہا کہ مفتوحہ زمین فاتحین مین تقسیم کردیجائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکے خلاف مین تھے۔ اس مسئلہ کی تحقیق کے لیئے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین سے استفسار کیا اور بعد انصار مین کے دس آدمی بلائے اور ایک مجلس قائم کی جب تمام آدمی جمع ہوگیے تو آپ نے کہا کہ مین اپنی خواہش نفس پر عمل کرنا نہین چاہتا اس معاملہ مین جو میری رائے ہے اس سے بعض (مثل عثمانؓ وعلیؓ مرتضیٰ وطلحہ بن زبیرؓ وغیرہ صحابہ) نے اتفاق کیا ہے۔ تمہارے پاس کتاب الٰہی ہے۔ جو حق بات بتاتی ہے اور مین بھی وہی چاہتا ہون جو حق ہے تم نے ان لوگونکی باتین سُنی ہین جو گمان کرتے ہین کہ مین انکا حق انکو نہ دینے اور لوگون کو دیدینے سے ان پر ظلم کرتا ہون اور مین ظلم کرنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہون۔ جو کچھ ملک کسریٰ کے فتح کرنے سے

مصرف اسکا۔ یتامیٰ۔ مساکین۔ ابن السبیل ہین۔ اس مصرف مین بنی ہاشم کو غیر پر ترجیح ہے۔ درمختار صـ ۲۲۱/۱ نولکشور وغایت صـ ۴۷۵/ج ۲

بقیہ نوٹ صفحہ ۸۔ مال اور اُن کی زمین اور انکے علوج ہمارے ہاتھ آئے ہین اور جو انکے وارثون مین بوراثت پہونچے تھے انکو مین نے تقسیم کردیا ہے اور خمس اس مین سے لیا ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہون کہ زمینین اور انکے علوج تقسیم نہون اور اُن پر خراج وجزیہ مقرر کیا جائے کہ وہ اسکو دیتے رہین۔ تم ان گھاٹیون اور قلعون کو دیکھتے ہو جنکی حفاظت کے لیے لوگون کا متعین کرنا ضروری ہے اور تم بڑے بڑے شہرونکو اور ملک شام الجزیرہ اور مصر کو بھی دیکھتے ہو جن کو لشکرون سے بھرے رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور اس لشکر کا وظیفہ دینا ضروری ہے۔ پھر اگر یہ زمین اور علوج تقسیم ہو جاینگے تو ان لوگون کو وظیفہ کہان سے دیا جائیگا۔ اسپر تمام لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہوگئے پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھکو میری رائے کے درست ہونے پر قرآن شریف سے ایک دلیل ملی ہے اور انھون نے (آیۃ فی[۵]) کو پڑھا جسکا مطلب یہ ہے کہ جس زمین پر تم نے اونٹون اور گھوڑون کو نہین

[۵] آیۃ فی۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔ کہ جو کچھ خدا نے اپنے پیغمبر کو ان لوگون سے دلوایا۔ تو تم لوگ اسپر اونٹ یا گھوڑے دوڑاتے نہین گئے تھے۔ لیکن خدا اپنے پیغمبر کو جسپر چاہتا ہے مسلط کرتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ آیۃ دوم مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَلِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ۔ ترجمہ جو جائداد یا زمین ہاتھ آئے (بطور صلح) وہ خدا اور پیغمبر یتیمون۔ مسکینون اور مسافرون اور فقرائے مہاجرین اور اُن سب لوگون کے لیئے ہے جو آیندہ (اسلام مین) آئین گے یعنی ایمان لائین گے۔ ۱۲

(۳) صدقات یعنی زکوۃ سوائم و محاصل اراضی عشریہ - اور وہ آمدنی جو مسلمان تجارون سے لی جاتی ہے -

بقیہ نوٹ صفحہ ۹ - دوڑایا اور تم اسپر مسلط ہوگئے ہو تو اسکے اور مصرف مقرر ہین - غرضکہ اس قسم کی تقسیم یعنی اس قسم کی مفتوحہ زمین تقسیم نہین ہوسکتی اسکے بعد تمام صحابہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی راے سے متفق ہوگئے اور ان مین کسی قسم کا اختلاف باقی نہ رہا -

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس تمام جھگڑے کی وجہ کو نہایت عمدہ طور پر بیان کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اس اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ سلاطین فارس و سلاطین روم نے ان لوگون پر جو ان ملکون کی زمینون کے مالک تھے تسلط کرلیا تھا اور ان سے خراج لیتے تھے اور وہ سلاطین خود ان زمینون کے مالک اور ان زمینون کی کھیتی کرنے والے نہ تھے اور نہ انکے باپ دادا سے انکو بوراثت پہونچی تھین اور مسلمان انہین سلاطین متغلبین سے لڑے تھے یہان تک کہ انھون نے انکو سواد شام اور سواد عراق سے نکالدیا - مگر مالکان زمین اور انکے علوج جو اسکو کاشت کرتے تھے اور اسین رہتے تھے اور اپنے باپ دادا سے وراثت مین پایا تھا - ان مین سے اکثرون نے مسلمانون سے صلح کرلی تھی اور خراج قبول کرلیا تھا اور ان مین سے بعضے سلطان روم اور فارس کے ساتھ ہوکر مسلمانون سے لڑے تھے اس سبب سے یہ معاملہ لوگون پر مشتبہ ہوگیا تھا - عوام نے یہ سمجھا کہ جب اس ملک مین لڑائی ہوئی ہے اسلیے وہ زمین مال غنیمت ہین اور خواص لوگ سمجھ گئے تھے کہ لڑائی تو ان سلاطین سے ہوئی تھی جنھون نے ان ملکون پر غلبہ اور تسلط کرلیا تھا مگر وہ لوگ جو زمینون کے مالک تھے اور ان مین رہتے تھے ان مین اکثرون نے مسلمانون سے صلح کرلی تھی اور مسلمانون نے اسکو صلح سے فتح کیا تھا بغیر اونٹون اور گھوڑون کے دوڑانے کے یا اونٹ اور گھوڑے انہین لوگون پہ دوڑائے گئے تھے جن مین سلاطین نے ان پر تسلط کرلیا تھا

مصرف اسکا فقراء و مساکین و غازی و مجاہدین ہین جو احتیاج کی وجہ سے لشکر اسلام کے ساتھ مل نہین سکتے یا ناگہان لشکر سے پیچھے رہ گئے ہین اور طلبہ علم مسافرین - عامل

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰ - اسلیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ مین (آیتہ نے) بطور دلیل پڑھی تھی اور جن چند لوگون نے اپنی زمینون پر فارس اور روم کے لشکر کے ساتھ ملکر مسلمانون سے لڑائی کی تھی - انکی زمینین مال غنیمت تھین فتحمندونکو ان کی بابت بھی معاوضہ دلوا کر وہ زمینین مالکان اول ہی کو واپس دلادین اور تمام صوبہ عراق کی ایک سی حالت ہوگئی یعنی مالکان اول ہی کی ملکیت قایم رہی -

الغرض اگر کسی ملک کے بادشاہ سے لڑائی ہو اور اہل ملک اس مین شریک نہ ہون تو وہ ملک ایسا مفتوحہ نہین جو فتحمندون مین تقسیم ہوسکے بلکہ وہ بدستور اہل ملک کی ملکیت مین رہتا ہے ہان اہل ملک مین سے جو لوگ اس بادشاہ کے ساتھ ہوکر لڑین تو صرف انہین لوگون کی ملکیت پر زوال آسکتا ہے اور بادشاہ یا امام کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے ان کی زمینون کو فتحمندون مین تقسیم کردے اور چاہے ان پر خراج و جزیہ مقرر کرکے انہین کے پاس رہنے دے - ایسے ہی

واقعات فتوحات ہندوستان (جبکہ مسلمانون نے اسکو فتح کیا ہے) پھر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لڑائی ہندوستان مین مسلمانون سے ہوئی ہے - وہ اس فرقہ سے ہوئی تھی جو ملک مین حکمران تھا - نہ اہل ملک سے - پس جب راجہ کو شکست ہوئی اور تمام باشندگان ملک نے بغیر لڑائی کے اطاعت قبول کرلی - تو ہندوستان مین بھی بالکل وہی صورت پیش آئی جو صوبہ عراق مین پیش آئی تھی اور مسلمان فتحمندون نے ہندوستان مین اسی طریقہ پر عمل کیا ہے - جس پر صوبہ عراق مین عمل ہوا تھا - یعنی صرف لڑنے والون کی حقیت اراضی معرض خطر مین پڑی تھی اور جو لوگ نہین لڑے ان کی ملکیت مین کچھ تغیر نہین ہوا - ہم دیکھتے ہین کہ ہزارون گانون اب بھی ہندوستان مین موجود ہین - جو صدہا سال سے ہندون کی ملکیت مین چلے آتے ہین اور مسلمانون کے عہد مین بھی ان پر کچھ زوال نہین آیا -

ساعی و عاشر۔ وغریب مقروض اور وہ لوگ ہین کہ قافلۂ حجاج سے اتفاقاً پیچھے رہگئے
ہین۔ اس مصرف مین ہاشمی شریک نہین ہوسکتا۔ ع ص ۴۶۷ و ۱۷۴ / ج - ۱

(۳) مدِ خراج و محصولِ جزیہ یعنی محاصلِ اراضی خراجیہ اور ٹیکسون کی آمدنی۔ اور وہ جوکہ
عاشر ذمی تاجرون اور حربی مستأمنون سے لیتے ہین۔

مصرف اسکا مقاتلین قضاۃ۔ عمال قصارۃ۔ حدود سواحل[1] کے محافظین طلبۂ
علم۔ شہود قسمت یعنی گواہانِ تقسیم میراث بین الورثہ۔ اور ان سب کی اولادِ صغار

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۔ اور ایسے بھی دیہات ہین جو مسلمانون کی حکومت سے پہلے ہندؤن کی
ملکیت مین تھے لیکن مسلمانون نے فتح کے بعد اپنے لشکر کے لوگون کو دیدیے اور اب تک
انہین کی اولاد ان دیہات کی مالک چلی آتی ہے۔ خلاصہ مضمون رسالہ حقیقت زمینداری و
فتوح البلدان وغیرہ

صاحب ہدایہ نے لکھاہے۔ کہ جب امام کسی شہر کو قہراً فتح کرے تو اسکو اختیار ہے۔ چاہے اس کو
مجاہدینِ فاتحین مین تقسیم کردے جسطرح رسول علیہ السلام نے فاتحین خیبر مین اراضیات خیبر کو تقسیم کردیا تھا اور چاہے
اہل بلدہ کو اپنی اپنی جگہ پر قایم رہنے دے اور زمینون پر خراج مقرر کردے جسطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
بموجودگی صحابہ سواد عراق مین کیاہے۔ ابن نجیم لکھتے ہین ائمہ حنیفہ کا اتفاق ہے کہ امام اگر کسی شہر کو بزور
شمشیر فتح کرے اور اہل شہر کو ان کی زمینون پر قایم رہنے دے اور ان پر خراج مقرر کرے تو وہ
لوگ ان زمینون کے مالک بنجاتے ہین اور اسمین تمام مالکانہ تصرفات کرسکتے ہین مثل بیع وہبہ
ووصیت واجارہ واعارہ اور وقف وغیرہ کے عام اس سے کہ تصرف کرنے والا کافر ہو یا مسلمان
اگر مسلمان اس زمین کو خرید کرے گا تو اسکو بھی خراج دینا لازم ہوگا۔ خلاصہ تحفۂ مرضیہ
(مولف)

وعام مصالح مسلمین مثلاً تعمیر قلعجات وبنائے پل وغیرہ[1] ہین۔

(۴) مدِ لقطات یعنی افتادہ مال۔ ترکۂ لاوارث۔ ولاوارث مقتولون کی دیت کی آمدنی۔ مصرف
اسکا محتاج فقرا اور لاوارث بچون کی پرورش۔ ان کی بیماریون کا صرف انکی تجہیز وتکفین
اور انکے جنایات کی دیت ہین۔ درمختار ج ۳ - غایت الاوطار ص ۵۰۵ بریلی

عالمگیری مین ہے۔ بیوتُ المالِ اربعۃٌ لکلٍّ۔ مصارفُ بیّنتہا العالمون

فاوّلہا الغنائم والکنوز۔ رکازٌ بعدہا المتصدّقون۔ وثالثہا خراجٌ مع عشورٍ

وجالیۃٌ یلیہا العاملون۔ ورابعہا الضوائعُ مثلُ مالا۔ یکونُ لہٗ اناسٌ وارثون

مصارفُ اولیین اتی بنصٍّ۔ وثالثہا حواہُ مقاتلون۔ ورابعہا فمصرفہ جہاتٌ

تساوی النفع فیہا المسلمون

اگر ناظم رابعہ کو ثالث کی جگہ رکھتا ورابعہا حواہُ عاجزون وثالثہا فمصرفہ جہاتٌ لکھتا
تو اکثر کتابون کے موافق ہوتا۔ وتفصیلہٗ فی العالمگیری فصل مایوضع فی بیت المال
ص ۶۹ / ج ۱ دہلی وغایۃ الاوطار ص ۴۶۷ / ج ۱ مطبوعہ بریلی۔

بیت المال مین شاہی اختیارات

(۱) سلطان کو چاہیئے کہ مدات بیت المال کو ایک دوسری مین مخلوطہ نہ کرے اور ہر

[1] مثل تعمیر وحفاظت شارع اعظم نہرون اور کوؤن کا کھدوانا۔ اور ان شخصون کی پرورش جو عوام کی بھلائی
مین اپنی زندگی صرف کرتے ہین (مثلاً قاضی ومفتی ومعلم ومؤذن) مگر مقدس بزرگ اور وہ پارسا جو
مرجع خلائق ہین اور آل علی وشرفا ہین زیادہ تر حصہ کا استحقاق رکھتے ہین کیونکہ ان کی توقیر کرنے
سے اسلام کے معتقدون کی توقیر ہوتی ہے۔

ایک مد کی آمدنی اسکے معینہ مصارف ہی مین صرف کرے۔ لیکن ضرورت کیوقت وہ ایک مد سے دوسری مد کے لئے قرض[۵] لے سکتا ہے۔

قال وعلی الامام ان یجعل لکل نوع بیتا یخصہ ولہ ان یستقرض من احدھا لیصرفہ للاٰخر غایۃ الاوطار ص ۵۰۵ جزیہ

(۲) سلطان یا نائب سلطان زمیندار کو خراج زمین معاف کرسکتا ہے۔ لیکن زمیندار اگر مصرف خراج ہے مثلاً قاضی ہے یا مفتی تو اسکو لینا جایز ہے ورنہ اسکو تصدق کردینا چاہیے اسیطرح عُشری زمین کا عُشر بھی زمیندار کو معاف کردینا جایز ہے لیکن معافی دار اگر مصرف عشر ہے مثلاً وہ فقیر ہے یا مقدس پارسا یا سپاہی یا کوئی سرکاری عہدہ دار ہے تو اسکو لے لینا جایز ہے ورنہ چاہیئے کہ تصدق کردے۔

قال لو ترک السلطان او نائبہ الخراج لرب الارض او وھب لہ ولو بشفاعۃ جاز عند الثانی وحل لہ لو کان مصرفا والا تصدق بہ یفتی۔ ایضا کذا لو جعل العشور للمقاتلۃ جاز لانہ حصل بقوتہم طحطاوی ص ۴۶۷ ج ۲

(۳) چونکہ بیت المال عام مصالح مسلمین کے لیئے ہے اسلئے مستحقین بیت المال کے لیے بعض بیت المال از قسم نقد یا اراضی کا جدا کردینا جائز ہے۔ مگر چونکہ بادشاہ صرف

[۵] یعنی جایز ہے بروقت ضرورت ایک مد سے دوسری مد کے مصارف کیلئے قرض لینا پھر جب اس قسم کے مد کا مال آوے تو جس مد سے قرض لیا ہے اس مین جمع کردینا چاہیے مثلاً اگر قضاۃ کا وظیفہ مد عشر سے قرض لیکر دیا ہے۔ تو جب خراج تحصیل ہوکر آئے اتنا مال مد عشر مین جمع کردینا چاہیئے لیکن اگر قاضی مصرف عشر بھی ہے یعنی غنی نہین ہے اور محتاج ہے تو جمع کرنیکی حاجت نہین۔ غایت ص ۵۰۵ فصل جزیہ عمومی مین ہے حاکم اسلام پر واجب ہے۔ کہ عشر و خراج و جزیہ وغیرہ جسقدر ملک سے وصول ہو وہ انکے مستحقین ہی پر صرف کرے اور اسکے غیر مین صرف کرنا ممنوع ہے۔ غایت ص ۴۸۸ بریلی

مال گزاری کا مالک ہے بیت المال کی زمین کے رقبہ کا مالک نہین اسلیے اگر وہ کسی شخص کو آباد شدہ و مزروعہ اراضی بیت المال سے کچھ دینا چاہے۔ تو جایز نہین وہ صرف خراج زمین کو اپنی طرف سے موہوب الیہ کی طرف منتقل کرسکتا ہے۔ قال وجاز اقطاع بعض بیت المال علی مستحقہ لیصل الیہ بسھولۃ اعانۃ المستحقین فی بیت المال علی وصول حقہم منہ ص ۴۶۸ ج ۲ طح ایضا اذ حاصلھا ان الرقبۃ لبیت المال والخراج لہ ص ۴۹۵ بریلی غایت ایضا فان کانت مواتا او ملکا للسلطان صح وقفہا وان کانت من حق بیت المال لا یصح (شرح اشباہ والنظائر)

(۴) مسجدون درگاہون اور تکیون کے مصارف کے لئے بعض اراضی بیت المال کا وقف کرنا جایز ہے سب سے پہلے یہ کام سلطان نورالدین شہید نے کیا ہے لیکن اس قسم کے اوقاف ارصادات ہوتے ہین کیونکہ سلطان بیت المال کا مالک نہین اور وقف کے لئے ملک ضروری ہے۔ قال علمی۔ ان اول ما وقف اراضی بیت المال علی التکایا والمساجد وغیرھا السلطان نورالدین شہید ولم یقع ذلک من احد قبلہ واستفتی ابن عصرون فی ذالک فافتاہ بالجواز وقال انما رای ذلک ارصادا۔ ص ۴۶۸ ج ۲ طح وقال الارصاد من السلطان لیس بایقاف البتہ غایت ص ۴۹۵

(۵) بیت المال کی مزروعہ آباد شدہ زمین مین سلطان کو اختیار ہے کہ اسکو امانی طور پر بیت المال مین رکھے یا اجارہ پر دیدے جیسکہ حضرت عمرؓ[۱] و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما

[۱] ۔ فتوح عراق مین سے اراضیات کسریٰ و اہل کسریٰ اور وہ جن کے مالک بھاگ گئے تھے اور تمام اس قسم کے املاک کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے لئے خاص کردیا تھا اور ان کی آمدنی کو جو نو کروڑ درہم کے قریب تھی مصالح مسلمین مین صرف کیا کرتے تھے۔ اور ان مین سے کسیکو بطور جاگیر و اقطاع نہین دیتے تھے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت مین بعض

نے کیا ہے۔

(۶) اراضیٔ مملوکۂ بیت المال کی بیع جایز نہین مگر ضرورت شدید کے وقت اور اس حالت مین بھی جائز ہے جبکہ زمین کی قیمت بڑھگئی ہے اور لوگ اسکے خریدنے مین رغبت کرتے ہین ایسی صورت مین جایز ہے کہ سلطان خود ہی اسکو خرید لے اس طرح کہ وہ داروغۂ بیت المال کو اسکے بیع کا حکم کرے اور بعد بیع کے اس مشتری سے خود خرید لے۔ قَالَ اِنَ للامَامِ بیعُ عِقَادِ بیتِ المَالَ علیٰ قَولِ المتقدمین مُطلقًا والمفتیٰ بہ لِحاجۃٍ اَوْ مَصلحۃٍ وَمِنْ ذالکَ الاراضی الخراجیۃ (ابن نجیم تحفۂ مرضیہ) ایضًا لَا یصحّ بیعُ لِلامَامِ وَ لاشراءُہُ مِنْ وَکیل بیتِ المال لشیءٍ منہا لِاَنّہٗ کوَلِیِ الیتم فلَا یجوُزُ اِلّا لِلضرورۃِ - وَفِی البحرِ اَوْ رُغِبَ فِی العِقَادِ بِضِعفِ قِیمتہٖ صفحہ ۴۹ غایت ایضًا لَو اراد السلطان شراءھَا لِنفسِہٖ یَاْمُرُ غیرہٗ ببیعہا ثُمّ یَشترِی بہا منہ لِنفسِہٖ صفحہ ۴۶۳ ج ۲ طحطاوی وغایت صفحہ ۴۱

العطاء

(۱) مستحقین بیت المال کے لئے اراضی بیت المال بمنزلہ وقف ہے امام کو اختیار ہے کہ انکو حسب استحقاق حصہ اراضی بیت المال عطا کرے یا اس زمین کی آمدنی انکے مصالح عامہ مین صرف کرے۔ صَرّحوا بِاَنّ اراضی الامِیریۃ یُسْلَکُ بہا مَا یُسلَکُ بِاراضی الوقف صفحہ ۱۶۱ ج ۲ ہندیہ ایضًا وَ ترکَ الاراضی وَجَعْلُہا بمنزلۃِ الوَقفِ عَلیٰ اُلمقَاتلۃِ وَان شَاءَ نقل اِلیہَا قَوْمًا اٰخرِیْنَ مِنْ اَہلِ الذِّمۃِ وَجَعْلُہا

نوٹ بقیہ صفحہ ۱۵۔ اقطاع بطور جاگیر لوگون کو دیدیے تھے مگر یہ اقطاع تملیک نہ تھی بلکہ اقطاع اجارہ تھا اوران کی آمدنی بہ خراج مصالحۂ مسلمین مین صرف فرمایا کرتے تھے۔ تاریخ سوانحات خلفاء

مصرف اسکا۔ یتامیٰ۔ مساکین۔ ابنُ السّبیل ہین۔ اس مصرف مین بنی ہاشم کو غیر پر ترجیح ہے۔ درمختار صفحہ ۲۲۱ نولکشور وغایت صفحہ ۴۷۵ ج ۲

بقیہ نوٹ صفحہ ۸۔ مال اور اُن کی زمین اور انکے علوج ہمارے ہاتھ آئے ہین اور جو اُنکے وارثون مین بوراثت پہونچے تھے انکو مین نے تقسیم کردیا ہے اور خمس اس مین سے لیا ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہون کہ زمینین اور انکے علوج تقسیم نہون اور ان پر خراج و جزیہ مقرر کیا جاسے کہ وہ اسکو دیتے رہین۔ تم ان گھاٹیون اور قلعون کو دیکھتے ہو جنکی حفاظت کے لیے لوگون کا متعین کرنا ضروری ہے اور تم بڑے بڑے شہرونکو اور ملک شام الجزیرہ اور مصر کو بھی دیکھتے ہو جن کو لشکرون سے بھرے رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور اس لشکر کا وظیفہ دینا ضروری ہے۔ پھر اگر یہ زمین اور علوج تقسیم ہو جاینگے تو ان لوگون کو وظیفہ کہان سے دیا جائیگا۔ اسپر تمام لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہو گئے پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھکو میری رائے کے درست ہونے پر قرآن شریف سے ایک دلیل ملی ہے اور انھون نے (آیۃ[a] فئے) کو پڑھا جسکا مطلب یہ ہے کہ جس زمین پر تم نے اونٹون اور گھوڑون کو نہین

[a] آیۃ فئے۔ قَالَ اللّٰہ تعالیٰ۔ وَمَا افاء اللّٰہ علیٰ رسولہ منہُم فمَا اوجفتم عَلیہِ مِنْ خیلٍ وَلا رکاب ولٰکِنّ اللّٰہ یُسلّط رُسلہٗ عَلیٰ مَنْ یَشَاءُ وَاللّٰہُ عَلیٰ کل شیءٍ قدیر۔ کہ جو کچھ خدا نے اپنے پیغمبر کو ان لوگون سے دلوایا۔ تو تم لوگ اسپر اونٹ یا گھوڑے دوڑانے نہین گئے تھے۔ لیکن خدا اپنے پیغمبر کو جسپر چاہتا ہے مسلط کرتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ آیۃ دوم مَا اَفَاءَ اللّٰہُ علیٰ رسولہ مِن اہلِ القریٰ فلِلّٰہ وَلِلرسول وَلِذِی القربیٰ وَالیتٰمیٰ والمساکینِ وَابنَ السّبیل وللفقراءِ المہاجرین الّذین اُخرِجُوا مِنْ دیارِہِمْ وَالّذِینَ جَاءُو مِنْ بَعْدِہِمْ۔ ترجمہ جو جائداد یا زمین ہاتھ آئے (بطور صلح) وہ خدا اور پیغمبر یتیمون۔ مسکینون اور مسافرون اور فقرائے مہاجرین اور اُن سب لوگون کے لیے ہے جو آیندہ (اسلام مین) آئینگے یعنی ایمان لائینگے۔ ۱۲

(۲) مدّ صدقات یعنی زکوۃ سوائم و محاصلِ اراضی عُشریہ - اور وہ آمدنی جو مسلمان تجارون سے لی جاتی ہے -

---

بقیہ نوٹ صفحہ ۹ - دوڑایا اور تم اسپر مسلط ہوگئے ہو تو اسکے اور مصرف مقرر ہین - غرضکہ اس قسم کی تقسیم یعنی اس قسم کی مفتوحہ زمین تقسیم نہین ہوسکتی اسکے بعد تمام صحابہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی راے سے متفق ہوگئے اور ان مین کسی قسم کا اختلاف باقی نہ رہا -

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس تمام جھگڑے کی وجہ کو نہایت عمدہ طور پر بیان کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اس اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ سلاطین فارس وسلاطین روم نے ان لوگون پر جو ان ملکون کی زمینون کے مالک تھے تسلط کرلیا تھا اور ان سے خراج لیتے تھے اور وہ سلاطین خود ان زمینون کے مالک اور ان زمینون کی کھیتی کرنے والے نہ تھے اور نہ انکے باپ داداسے انکو بوراثت پہونچی تھین اور مسلمان انہین سلاطین متغلّبین سے لڑے تھے یہان تک کہ انھون نے انکو سواد شام اور سواد عراق سے نکالدیا - مگر مالکان زمین اور اسکے علوج جو اسکو کاشت کرتے تھے اور اسمین رہتے تھے اور اپنے باپ داداسے وراثت مین پایا تھا - ان مین سے اکثرون نے مسلمانون سے صلح کرلی تھی اور خراج قبول کرلیا تھا اور ان مین سے بعضے سلطان روم اور فارس کے ساتھ ہوکر مسلمانون سے لڑے تھے اس سبب سے یہ معاملہ لوگون پر مشتبہ ہوگیا تھا - عوام نے یہ سمجھا کہ جب اس ملک مین لڑائی ہوئی ہے اسلیے وہ زمین مال غنیمت ہین اور خواص لوگ سمجھ گئے تھے کہ لڑائی تو اُن سلاطین سے ہوئی تھی جنہون نے ان ملکون پر غلبہ اور تسلط کرلیا تھا مگر وہ لوگ جو زمینون کے مالک تھے اور ان مین رہتے تھے ان مین سے اکثرون نے مسلمانون سے صلح کرلی تھی اور مسلمانون نے اسکو صلح سے فتح کیا تھا بغیر اونٹون اور گھوڑون کے دوڑانے کے بلکہ اونٹ اور گھوڑے انہین لوگون پر دوڑاے تھے جن مین سلاطین نے ان پر تسلط کرلیا تھا

مصرف اسکا فقرا و مساکین و غازی و مجاہدین ہین جو احتیاج کی وجہ سے لشکر اسلام کے ساتھ مل نہین سکتے یا ناگہان لشکر سے پیچھے رہ گئے ہین اور طلبہ علم مسافرین - عامل

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰ - اسلیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ مین (آیۃ نے) بطور دلیل پڑھی تھی اور جن چند لوگون نے اپنی زمینون پر فارس اور روم کے لشکر کے ساتھ ملکر مسلمانون سے لڑائی کی تھی - انکی زمینین مال غنیمت تھین فتحمندونکو ان کی بابت بھی معاوضہ دلواکر وہ زمینین مالکان اول ہی کو واپس دلادین اور تمام صوبہ عراق کی ایک سی حالت ہوگئی یعنی مالکان اوّل ہی کی ملکیت قایم رہی . الغرض اگر کسی ملک کے بادشاہ سے لڑائی ہو اور اہل ملک اس مین شریک نہ ہون تو وہ ملک ایسا مفتوح نہین جو فتحمندون مین تقسیم ہوسکے بلکہ وہ بدستور اہل ملک کی ملکیت مین رہتا ہے ہان اہل ملک مین سے جو لوگ اس بادشاہ کے ساتھ ہوکر لڑین تو صرف انہین لوگون کی ملکیت پر زوال آسکتا ہے اور بادشاہ یا امام کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے ان کی زمینون کو فتحمندون مین تقسیم کردے اور چاہے ان پر خراج وجزیہ مقرر کرکے انہین کے پاس رہنے دے - ایسے ہی .

واقعات فتوحات ہندوستان (جبکہ مسلمانون نے اسکو فتح کیا ہے) پھر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لڑائی ہندوستان مین مسلمانون سے ہوئی ہے - وہ اس فرقہ سے ہوئی تھی جو ملک مین حکمران تھا - نہ اہل ملک سے - پس جب راجہ کو شکست ہوئی اور تمام باشندگان ملک نے بغیر لڑائی کی اطاعت قبول کرلی - تو ہندوستان مین بھی بالکل وہی صورت پیش آئی جو صوبہ عراق مین پیش آئی تھی اور مسلمان فتحمندون نے ہندوستان مین اسی طریقہ پر عمل کیا ہے - جس پر صوبہ عراق مین عمل ہوا تھا - یعنی صرف لڑنے والون کی حقیقت اراضی معرض خطر مین پڑی تھی اور جو لوگ نہین لڑے ان کی ملکیت مین کچھ تغیر نہین ہوا - ہم دیکھتے ہین کہ ہزارون گانون اب بھی ہندوستان مین موجود ہین - جو صدہا سال سے ہندون کی ملکیت مین چلے آتے ہین اور مسلمانون کے عہد مین بھی ان پر کچھ زوال نہین آیا -

ساعی و عاشر - و غریب مقروض اور وہ لوگ ہین کہ قافلۂ حجاج سے اتفاقاً پیچھے رہگئے ہین - اس مصرف مین ہاشمی شریک نہین ہوسکتا - ع ص ۴۶ و ۴۷ ج ۱

(۳) مد خراج و محصولِ جزیہ یعنی محاصلِ اراضیٔ خراجیہ اور ٹیکسون کی آمدنی - اور وہ جوکہ عاشر ذمی تاجرون اور حربی مستأمنون سے لیتے ہین -

مصرف اسکا مقاتلین قضاۃ - عمال قصارۃ - حدود سواحل کے محافظین طلبۂ علم - شہود قسمت یعنی گواہانِ تقسیم میراث بین الورثہ - اور ان سب کی اولادِ صغار

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱ - اور ایسے بہی دیہات ہین جو مسلمانون کی حکومت سے پہلے ہندوٗن کی ملکیت مین تھے لیکن مسلمانون نے فتح کے بعد لیئے لشکر کے لوگون کو دیدیے اور اب تک انہین کی اولاد ان دیہات کی مالک چلی آتی ہے - خلاصہ مضمون رسالہ حقیت زمینداری و فتوح البلدان وغیرہ

صاحب ہدایہ نے لکھا ہے - کہ جب امام کسی شہر کو قہراً فتح کرے تو اسکو اختیار ہے - چاہے اس کو مجاہدینِ فاتحین مین تقسیم کردے جسطرح رسول علیہ السلام نے فاتحین خیبر مین اراضیات خیبر کو تقسیم کردیا تھا اور چاہے اہل بلدہ کو اپنی اپنی جگہ پر قایم رہنے دے اور زمینون پر خراج مقرر کردے جسطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بموجودگی صحابہ سواد عراق مین کیا ہے - ابن نجیم لکھتے ہین ائمہ حنیفہ کا اتفاق ہے کہ امام اگر کسی شہر کو بزور شمشیر فتح کرے اور اہل شہر کو ان کی زمینون پر قایم رہنے دے اور ان پر خراج مقرر کرے تو وہ لوگ ان زمینون کے مالک ہنجاتے ہین اور اسمین تمام مالکانہ تصرفات کرسکتے ہین مثل بیع و ہبہ و وصیت و اجارہ و اعارہ اور وقف وغیرہ کے عام اس سے کہ تصرف کرنے والا کافر ہو یا مسلمان اگر مسلمان اس زمین کو خرید کرے گا تو اسکو بہی خراج دینا لازم ہوگا - خلاصہ تحفہ مرضیہ -

(مولف)

و عام مصالح مسلمین مثلاً تعمیر قلعجات و بنائے پل وغیرہ[۵] ہین -

(۴) مد لقطات یعنی افتادہ مال - ترکہ لاوارث - ولاوارث مقتولون کی دیت کی آمدنی مصرف اسکا محتاج فقرا اور لاوارث بچون کی پرورش - ان کی بیماریون کا صرف انکی تجہیز و تکفین اور انکے جنایات کی دیت ہین - درمختار ج ۳ - غایت الاوطار ص ۵۰۵ بریلی

عالمگیری مین ہے - بیوتُ المالِ اربعةٌ لکلٍّ - مصارفُ بینتہا العالمون

فاوّلُہا الغنائمُ والکنوزُ رکازٌ بعدہا المتصدّقون
وثالثُہا خراجٌ مع عشورٍ وجالیةٌ یلیہا العاملون
ورابعُہا الضوائعُ مثلُ مالا یکونُ لہُ اناسٌ وارثون
مصارفُ اولیینِ اتی بنصٍّ وثالثُہا حواہُ مقاتلون
ورابعُہا فمصرفہُ جہاتٌ تساوی النفعَ فیہا المسلمون

اگر ناظم رابعہ کو ثالث کی جگہ رکھتا ورابعہا حواہُ عاجزون و ثالثُہا فمصرفہُ جہاتٌ لکھتا تو اکثر کتابون کے موافق ہوتا - وتفصیلہٗ فی العالمگیری فصل ما یوضع فی بیتِ المال ص ۶۹ ج ۱۰ دہلی وغایۃ الاوطار ص ۴۶۷ ج ۱ مطبوعہ بریلی -

بیت المال مین شاہی اختیارات

(۱) سلطان کو چاہیئے کہ مدات بیت المال کو ایک دوسری مین مخلوطہ کرے اور ہر

[۵] مثل تعمیر و حفاظت شارع اعظم نہرون اور کوؤن کا کھدوانا - اور ان شخصون کی پرورش جو عوام کی بھلائی مین اپنی زندگی صرف کرتے ہین (مثلاً قاضی و مفتی و معلم و موذن) مگر مقدس بزرگ اور وہ پارسا جو مرجع خلائق ہین اور آل علی و شرفا ہین زیادہ تر حصہ کا استحقاق رکھتے ہین کیونکہ ان کی توقیر کرنے سے اسلام کے معتقدون کی توقیر ہوتی ہے -

ایک مد کی آمدنی اسکے معینہ مصارف ہی مین صرف کرے۔ لیکن ضرورت کیوقت وہ ایک مدسے دوسری مد کے لئے قرض [۱] لے سکتا ہے۔

قال وعلی الامام ان یجعل لکل نوع بیتا یخصّہ ولہ ان یستقرض من احدھا لیصرفہ للآخر غایۃ الاوطار ص ۵۰۵ جزیہ

(۲) سلطان یا نائب سلطان زمیندار کو خراج زمین معاف کرسکتا ہے۔ لیکن زمیندار اگر مصرف خراج ہے مثلاً قاضی ہے یا مفتی تو اسکو لینا جایز ہے ورنہ اسکو تصدق کردینا چاہیے اسیطرح عشری زمین کا عشر بھی زمیندار کو معاف کردینا جایز ہے لیکن معافی دار اگر مصرف عشر ہے مثلاً وہ فقیر ہے یا مقدس پارسا یا سپاہی یا کوئی سرکاری عہدہ دار ہے تو اسکو لے لینا جایز ہے ورنہ چاہیئے کہ تصدق کردے۔

قال لو ترک السلطان او نائبہ الخراج لرب الارض او وھب لہ ولو بشفاعۃ عنہ جاز عند الثانی وحلّ لہ لو کان مصرفا والا تصدق بہ وبہ یفتی - ایضا کذا لو جعل العشور للمقاتلۃ جاز لانہ حصل بقوتہم طحطاوی ص ۴۶۷ ج ۲

(۳) چونکہ بیت المال عام مصالح مسلمین کے لیے ہے اسلئے مستحقین بیت المال کے لیے بعض بیت المال از قسم نقد یا اراضی کا جدا کردینا جایز ہے - مگر چونکہ بادشاہ صرف

---

[۱] یعنی جایز ہے بروقت ضرورت ایک مدسے دوسری مد کے مصارف کیلئے قرض لینا پھر جب اس قسم کے مد کا مال آوے تو جس مد سے قرض لیا ہے اس مین جمع کردینا چاہیے مثلاً اگر قضاۃ کا وظیفہ مدعشر سے قرض لیکر دیا ہے۔ تو جب خراج تحصیل ہوکر آوے اتنا مال مدعشر مین جمع کردینا چاہیے لیکن اگر قاضی مصرف عشر بھی ہے یعنی غنی نہین ہے اور محتاج ہے تو جمع کرنیکی حاجت نہین - غایت ص ۵۰۵ فصل جزیہ حموی مین ہے حاکم اسلام پر واجب ہے کہ عشر و خراج و جزیہ وغیرہ جسقدر رعایا سے وصول ہو وہ انکے مستحقین ہی پر صرف کرے اور اسکے غیر مین صرف کرنا ممنوع ہے - غایت ص ۴۸۸ بیلی

مال گزاری کا مالک ہے بیت المال کی زمین کے رقبہ کا مالک نہین اسلیے اگر وہ کسی شخص کو آباد شدہ و مزروعہ اراضی بیت المال سے بخشدینا چاہے - تو جایز نہین وہ صرف خراج زمین کو اپنی طرف سے موہوب الیہ کی طرف منتقل کرسکتا ہے - قال وجاز اقطاع بعض بیت المال علی مستحق لیصل الیہ بسہولۃ اعانۃ المستحقین فی بیت المال علی وصول حقہم منہ ص ۴۶۸ ج ۲ طح ایضا اذ حاصلہا ان الرقبۃ لبیت المال والخراج لہ ص ۴۹۵ بیلی غایت ایضا فان کانت مواتا او ملکا للسلطان صح وقفہا وان کانت من حق بیت المال لا یصح (شرح اشباہ والنظایر)

(۴) مسجدون درگاہون اور تکیون کے مصارف کے لئے بعض اراضی بیت المال کا وقف کرنا جایز ہے سب سے پہلے یہ کام سلطان نورالدین شہید نے کیا ہے لیکن اس قسم کے اوقاف ارصادات ہوتے ہین کیونکہ سلطان بیت المال کا مالک نہین اور وقف کے لئے مالک ضروری ہے - قال عیسی - ان اول ما وقف اراضی بیت المال علی التکایا والمساجد وغیرھا السلطان نورالدین شہید ولم یقع ذلک من احد قبلہ واستفتی ابن عصرون فی ذالک فافتاہ بالجواز وقال انما رای ذلک ارصادا - ص ۴۶۸ ج ۲ طح وقال الارصاد من السلطان لیس بایقاف البتۃ غایت ص ۴۹۵

(۵) بیت المال کی مزروعہ آباد شدہ زمین مین سلطان کو اختیار ہے کہ اسکو امانی طور پر بیت المال مین رکھے یا اجارہ پر دیدے جیسکہ حضرت عمرؓ [۱] و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما

---

[۱] - فتوح عراق مین سے اراضیات کسریٰ و اہل کسریٰ اور وہ جن کے مالک بھاگ گئے تھے اور تمام اس قسم کے املاک کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے لئے خاص کردیا تھا اور اُن کی آمدنی کو جو نو کروڑ درہم کے قریب تھی مصالح مسلمین مین صرف کیا کرتے تھے - اور ان مین سے کسیکو بطور جاگیر و اقطاع نہین دیتے تھے - لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت مین بعض

نے کیا ہے۔

(۶) اراضی مملوکہ بیت المال کی بیع جائز نہین مگر ضرورت شدید کے وقت اور اس حالت مین بھی جائز ہے جبکہ زمین کی قیمت بڑھگئی ہے اور لوگ اسکے خریدنے مین رغبت کرتے ہین ایسی صورت مین جائز ہے کہ سلطان خود ہی اسکو خرید لے اس طرح کہ وہ داروغہ بیت المال کو اسکے بیع کا حکم کرے اور بعد بیع کے اس مشتری سے خود خرید لے۔ قَالَ اِنَّ لِلامَامِ بیعُ عِقَارِ بیتِ المَالِ عَلیٰ قَولِ المتقدّمین مُطلقًا والمفتی بہٖ لِحاجةٍ اَوْ مَصْلحةٍ وَمِنْ ذالکَ الاراضی الخراجیة (ابن نجیم تحفہ مرضیہ) ایضًا لَا یصحّ بیعُ لِلاِمَامِ وَ لاشراءُہٗ مِنْ وَکیل بیتِ المال لِشیءٍ منھا لِاَنّہٗ کَوَلِیِّ الیتیم فَلَا یجوُز اِلّا لِلضرورةِ - وَفِی البحرِ اَوْرَغِبَ فِی العِقَارِ بِضِعْفِ قِیمَتِہٖ صفحہ ۴۹ غایت ایضًا لو اراد السلطان شراءھا لِنَفْسِہٖ یَامُرُ غیرہٗ بِبَیعِھَا ثُمَّ یَشْتَرِی بِھَا مِنہ لِنَفْسِہٖ صفحہ ۴۶۳ ج ۲ طحطاوی وغایت صفحہ ۴۱۰

العطاء

(۱) مستحقین بیت المال کے لئے اراضی بیت المال بمنزلہ وقف ہے امام کو اختیار ہے کہ انکو حسب استحقاق حصہ اراضی بیت المال عطا کرے یا اس زمین کی آمدنی انکے مصالحہ عامہ مین صرف کرے۔ صَرَّحوا بِاَنَّ اراضی الامیریة یُسْلَکُ بِھَا مَا یُسلکُ بِاراضی الوقف صفحہ ۱۶۱ ج ۲ ھدویہ ایضًا وَ ترکَ الاراضی وَجَعَلَھَا بمنزلةِ الوَقفِ عَلَی المُقَاتِلہِ وَاِن شَاءَ نقل اِلَیْھَا قومًا آخرِیْن مِنْ اَھْلِ الذِّمةِ وَجَعَلَھا

نوٹ بقیہ صفحہ ۱۵۔ اقطاع بطور جاگیر لوگون کو دیدئے تھے مگر یہ اقطاع تملیک نہ تھی بلکہ اقطاع اجارہ تھا اور ان کی آمد بطور خراج مصالحہ مسلمین مین صرف فرمایا کرتے تھے۔ تاریخ سوانحات خلفاء

خَرَاجیّةً خَرَاجَ مُقَاسَمَةٍ اَوْ مقاطعةً فَیَنْصَرِفُ خِرَاجِھَا اِلَی المقاتلةِ۔ صفحہ ۲۳۷ ج ۲ عالمگیریہ

(۲) عطائے اراضی کا رواج قدیم سے چلا آتا ہے جیسے کہ اخبار مین ہے۔ کہ جناب سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات نے اور نیز خلفائے راشدین نے بعض بعض صحابہ کو جاگیرین عطا کی ہین۔ قَالَ ابو یوسف قد جاءت ھٰذہ الاثارُ بانَّ النبی صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلّمَ۔ اَقْطَعَ اقوامًا وَاَنَّ الخُلفاء مِنْ بَعْدِہٖ اقطعوا ورای صلی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلّمَ الصَّلاحَ فِیْ مَا فَعَلَ۔ ایضًا قَالَ اَقْطَعَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ عَلَیہ وَسَلَّمَ بِلَالَ[۱] ابن حرثِ المُزْنِی مَابَیْنَ البحرِ والصَّخرِ والزبیرَ ارضًا فِیھَا نَخْلٌ مِنْ اَمْوَالِ بنی نضیر کتاب الاخراج ابی یوسف صفحہ ۴۳ مصری

ایضًا ذکر اَنَّ عمر ابن الخطّاب رَضِیَ اللہ عَنہ اَقْطَعَ العَقِیْقَ اَجْمَعَ لِلنَّاسِ حَتّٰی جَازَتْ قَطِیْعَة ارض عروةَ بن الزُّبَیْر ایضًا اَقْطَعَ عثمان بن عفان لِعَبْدِ اللہ بن مَسْعُوْد رضی اللہ عَنْھُمَا فِی النَّھْرَیْنِ وَلِعَمَّارِ ابْنِ یَاسر اِسْتِیْنَا وَاَقْطَعَ خَبَّابًا صُنْعَاءَ وَاَقْطَعَ سَعْدَ ابن مَالِکٍ ھُرمزان - (کتاب خراج ابو یوسف فصل القطائع)

(۳) فقہائے متقدمین کی اصطلاح مین اقطاع کا لفظ عطیہ اراضئ موات (افتادہ و بنجر

[۱] بلال حضرت بلال بن حارث مزنی آپ مدینے کے رہنے والے ہین مزنیہ کی وفد کے ساتھ رجب ۵ھ مین آئے تھے فتح مکہ کے دن قبیلہ مزنیہ کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ مین تھا۔ سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلمات نے وادی عقیق آپ کو معافی مین عطا فرمائی تھی۔ ایسے ہی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اموال بنی نضیر مین سے ایک باغ عنایت کیا گیا تھا (اسد الغابہ جلد ششم) ایسے ہی حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بموجودگی صحابہ کرام حضرت عقیق کو عروة بن زبیر کی زمین جاگیر دی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود کو نہرین مین اور خباب رض کو صنعاء اور سعد بن مالک کو ہرمزان کی زمین جاگیر مین دی ہے۔ (خراج ابی یوسف) (مولف)

زمین) کے لیئے مخصوص الاستعمال ہے۔ اور فقہائے متاخرین اس لفظ کو تملیک منافع اراضئ مزروعۂ بیت المال مین استعمال کرتے ہین۔ اسی اختلاف کی باعث مسائل متفرعۂ اقطاعات آپس مین مختلف ہین کیونکہ متقدمین کی اصطلاح پر اقطاعات مین توریث وغیرہ احکام ملکیت کے جاری ہو سکتے ہین اور متاخرین کے استعمال کے بموجب معطیٰ لہٗ ایسی عطا مین مالکانہ تصرف نہین کر سکتا مگر اس وقت کہ امام وقت اراضئ بیت المال کو بطور تملیک عطا فرمائے۔

قَالَ اِنَّ الاقطاعَ اِنَّمَا یَکُوْنُ فِی المَوَات۔ صفحہ ۱۹۰ ج ۳ کبریٰ ایضاً قال التقی السُّبکی الاقطاعاتُ المعروفۃ فِی ھٰذا الزمانِ من السُّلطانِ للجُندی فی ارضٍ عَامِرَۃٍ تَسْتَغِلُّھَا وتکُوْن لھُمْ فَوَائِدُھَا وَمنافعھا مالم ینزعھا منھُم او یَمُوتُوا صفحہ ۱۰۹ ج ۳ کبریٰ ایضاً وفی البحر حکم الاقطاعات من اراضئ بیت المالِ اِذ حاصلھا اَنّ الْقَرْیَۃَ لِبیتِ المَالِ وَالخراج لَہٗ وَحینئذٍ فلا یَصِحُّ بیعُہٗ وَلَا ھبتُہٗ وَلَا وقفُہٗ صفحہ ۹۵ ج ۴ بریلی غایت ایضاً اَمَّا الاراضی الّتی اعطاھا الاِمَامُ تملیکًا فیجری فیہ منھا جمیع مایجری فِی المِلْکِ (عمدۃ الرعایہ)

(۴) اراضی بیت المال کے اوّل اور حقیقۃً مستحق وہ غازی مجاہدین ہین جنکے ہاتھ پر ملک فتح ہوا ہے اور وہ علما ہین جو اعلاے کلمۃ اللہ اور اشاعت شرائعۂ اسلام مین ہر وقت کوشان رہتے ہین۔ امام وقت اگر فاتحین ملک مین مفتوحہ زمین بطریق اقطاع تقسیم کردے اور وہ اسپر قابض ہو جائین تو وہ زمین مزروعہ ہو خواہ غیر مزروعہ واُفتادہ ہو ان کے ملک مین آجاتی ہے امام وقت کو ایسی زمین کا بلا عوض واپس لینا جائز نہین ہے ایسی ہی مفتوحہ اراضیات اگر مالکانِ اول کو واپس عطا کیجائین تو

وہ انکے مالک بنجاتے ہین۔ قَالَ وَمِنْھَا مَا اَعطی الامَامُ باوّلِ الفتح[۱] لبعضِ الغانمین اولبعضِ المستحقّین مِنَ العُلَمَاءِ او غیرِ العلماءِ من المُسلمِین فَاَحیاھا باِذْنِ الامَامِ اَو فتحِ بعضُ الذّین اخلِین مَعَ الامَامِ فی دارِ الحرب بلدۃً من البلاد فاقرّ الامامُ علیھم فاحیُوھا باذنہ فمثل ھٰذہ الارض تدخلُ فِی مِلْکٍ ھؤُلَاءِ بِلَا خلاف وَتَصِیْرُ الاراضی عُشریَّۃً قطعیۃً (رسالہ علّامہ تھانیسری)

عطیۂ مخلّد و انعام مؤبّد

یہ اس عطیۂ مستمرہ اور انعام دائمی کا نام ہے جس مین اراضی بیت المال بطور تملیک عطا کیجاتی ہے اور اسکے وجہ ثبوت مین کسی خاص وقت و حد کی تعیین نہین کیجاتی اس قسم کا انعام معطیٰ لہٗ کا ملک شمار کیا جاتا ہے جس سے وہ اس مین اپنے دوسرے املاک کیطرح آزادانہ پورا پورا تصرف کر سکتا ہے۔ بیع۔ ہبہ۔ توریث وغیرہ جمیع احکام ملکیت اسپر جاری ہو سکتے ہین۔ اور حکم عطا ساقط ہو جاتا ہے معطیٰ لہٗ

[۱] باوّل الفتح اور داخلین مع الامام کی ہر واحد قید سے معلوم ہوتا ہے کہ احیار سے مراد اسجگہ قبضہ بقصد احیار مراد ہے اور عطا سے مراد عام عطائے اراضی ہے مزروعہ ہو خواہ غیر مزروعہ صرف عطائے ارض موات مقصود نہین۔ ورنہ ہر دو قیود بیکار ہین۔ کیونکہ ارض موات کو زندہ کرنے والا شخص مسلمان ہو خواہ ذمی غازی و مجاہد ہو خواہ قاعد و تاجر اسکا مالک بنجاتا ہے۔ جیسے کہ ہم فصل احیائے موات مین بیان کرین گے اور جیسے کہ جناب رسول اکرم علیہ السلام کے زمانہ مین خیبر کے پانچ قلعے فاتحین خیبر مین اور بنی نضیر کے تمام اراضیات مزروعہ و غیر مزروعہ و باغات فاتحین مہاجرین و انصار مین تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ ایسے ہی جب مُلک کسریٰ فتح ہوا اور محاربین کی بعض اراضیات مجاہدین فاتحین مین تقسیم ہو گئین تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبل اس کے کہ انھون نے ان عطیہ زمینون مین کچھ تصرف کیا ہو ان فتحمندون کو ان زمینون کا معاوضہ دلاکر وہ زمینین مالکان اول کو واپس دلادین تھین جیسے کہ ہم نے بصراحت بذیل حاشیۂ حقیقت زمین اسکو بیان کیا ہے۔ (مولف)

کی وفات کے بعد اسکے ورثہ حسب فرائض اللہ اس مین سے حصہ رسد پاتے ہین اسکے دو قسم ہین ۔(۱) عطیہ رقبۂ زمین معہ خراج زمین ۔ (۲) عطیہ محض رقبۂ زمین بدونِ خراج ۔

قَالَ الانعامُ المؤبّدُ والمُخلّدُ مَا لَا یذکرُ فیہِ التوقیتُ ۔ ایضًا المؤبّدُ یدخلُ فِی الملکِ فیبایع ویورثُ ویوھب ۔ص ۳۹۵ فتاوی صدریہ قلمی ۔ ایضًا قَالَ الکرخیُ وعامۃُ المشائخ لَو تصدّقَ سلطانٌ علٰی مستحقٍ ارضًا من بیت المالِ وَجعلَ لعقبہٖ لِاَولادِہٖ وَاَولادِ اولادِہٖ اَبدًا اِلٰی مَا تناسلوا اِنّ ھٰذا صدقۃٌ مُملکۃٌ وَیجعلُ لعقبہٖ لِاَولادِہٖ بحسبِ المیراثِ ص ۳۹۶/صدریہ الاستفتاءُ درصورتیکہ عمر یک قریہ از حضورِ حاکم وقت بطریقِ انعام مؤبّد بنام خود داشت و بحضور یک پسر و دو دختر فوت کرد ورثہ مذکورین درباب حصہ و رسدِ خود ہا منازعت میدارند شرعًا میتوانند کہ قریۂ مذکور را موافق فرائض اللہ تقسیم نمایند ۔

الجواب ۔ درصورت صدقِ تقریر مذکورہ ورثہ متوفی را میرسد کہ بموجب فرائض اللہ قسمت نمودہ حصۂ خود ہا بگیرند زیرا نکہ در انعام مؤبّد وراثت جاری میشود ص ۳۹۴/صدریہ

مدد معاش

(۱) تملیک منافع اراضیٔ بیت المال کو مدد معاش کہتے ہین اس ملک کا ثبوت سلطان یا نائب سلطان کے منشور سے ہوتا ہے اور اس شخص خاص کا حصہ شمار کیا جاتا ہے جسکا نام درج منشور ہوتا ہے ۔ اس قسم کے املاک (مُوقّت ہون یا غیر مُوقّت) امدادی وظائف ہون خواہ استحقاقی) کا اجراء و دوام ہمیشہ حاکم وقت کے تابع رہتا ہے ۔ مُعطی لہٗ کی وفات کے بعد حاکم وقت مختار ہے کہ وہ ملک

داخل بیت المال کرلے خواہ متوفی کے کسی ایک لڑکے کو عطا کردے خواہ جملہ متعلقین متوفی پر صدقہ کردے ۔ قَالَ الاراضی المعاشیۃ المعہودۃ فی ھٰذا لیست من الترکۃ وَلھٰذا لا تورث تِلکَ الاراضی بَعدَ مَا اعطیت لہٗ وَلَا تُباعُ وَلَا تُوجرُ وَلَا ترھنُ وَلَا تملیکٌ وَلَا وصیّۃٌ فیھَا فالعبرۃُ فی الارضِ المعاشیۃ بحکمِ الامیرِ وَ نائبہٖ کالصّدرِ وَ فی ای شخصٍ جوّزوھا فھی لہٗ ۔ ص ۳۹۵/صدریہ ایضًا معتاد کہ پادشاہان بمستحقان میدہند وظیفہ و روزینہ کہ از حمایت حکام پابند ترکہ و میراث نمی شود بلکہ آن بدست معطی است یعنی صاحب بخشش بہر کہ خواہد بدہد ۔ص ۳۹۳/صدریہ ایضًا اِذا اعطی الامام ارضًا لرجلٍ لوجہ الادرار وَلا لستحقاق لا یملکہ لِانّ بعدَ موتِہٖ یحتاجُ الورثۃُ اِذنَ الامامِ ص ۳۹۱ صدریہ قاضی القضاۃ ارتضا علی خان ایضًا قَالَ السّلطانُ لہٗ اَن یخرجہ مِنھا (شرح اشباہ والنظائر) ایضًا یُعلمُ مِن قولِ الثانی حکم الاقطاعات مِن اراضی بیتِ المالِ اِذ حاصِلھا اَنّ الرّقبۃ لِبیتِ المالِ وَالخراج لہٗ وَحینئذٍ فلَا یصحُ بیعہ وَلَا ھِبتہ وَلَا وقفہ غایت الاوطار ص ۴۹۵ بریلی

(۲) الغرض عطیۂ مدد معاش مین مُعطی لہٗ خراج زمین اور اُسکے منافع کا مالک ہوتا ہے اصل زمین اسکی ملک مین داخل نہین ہوتی بلکہ بحالہٖ وہ بیت المال کی ملک مین رہتی ہے اِسلیئے مُعطی لہٗ اس زمین مین مالکانہ تصرف نہین کرسکتا اور نہ یہ حق کسی طریقہ انتقال سے منتقل ہوسکتا ہے جو بذریعہ نشان جاگیر یا مدد معاش معطی لہٗ کے طرف منتقل کیا گیا ہے ۔ الاستفتاءُ درصورتیکہ زید یک قریہ از حضور ناظم وقت الی یوم الموت بطریق مدد معاش بنام خود داشت ۔ وبحضور یک پسر و یک دختر فوت کرد شرعًا این قریہ

مابین وَرثہ بطریق فرائض الله تقسیم خواهد شد

الجواب۔ در مدد معاش که عبارت از عطاے سلطانی است وراثت وغیرہ جاری
نیست کما فی الاشباه والنظائر العطایا لا یُورَثُ بعد موت زید ورثہ اس
نزد متولی رجوع نمایند او هر که را عطا نماید او را باشد الاعطاء لمن جعله السلطان (صدریہ)

(۳) یہی حکم معاش مشروطہ بخدمت مثل قضا و احتساب وغیرہ کا ہے کیونکہ اس
معاش مین بھی احکام توریث وغیرہ جاری نہین ہوتے۔

قَالَ لو اعطی السُّلطانُ اَوْ نائبه لِرَجلٍ عَلیٰ وَجه اِدْرَارِ الخِدْمَاتِ الشَّرعیة
کَالقضاءِ وَالاحتساب اواُجرة التّأذِینَ اواجرةِ الْاِمَامَة هَلْ تَصِیرُ تِلْكَ
الاراضی مِلکًا اَمْ لَا الجواب فقالَ العُلَماءِ المتاخِرِیْنَ لَا - لِاَنَّهُ اِذا مَاتَ
ذَالِكَ الرَّجلُ یَدخُل هی فِی الْاَموَال السُّلطَانیة وَ یتوقّفُ عَلیٰ اَمرِ جَدِیدٍ
فِی المَالِكِ حتیّٰ لَا یَکُون لِوَرَثتِه اِلّا اِذا کَانَ فِی یَدِ الوارثِ مَنشُورُ الخلیفة
اَوْ منشُورُ مَنْ یفوّضه السُّلطَانُ کالنّائب (صدریہ)

الاستفتاءُ۔ درصورتیکه معاش مشروط بخدمت قضا یا صدارت بنام زید از حاکم
وقت مقرر بود بعد فوت زید همان حاکم یا حاکم دیگر آن خدمت را معه معاش مشروطی
بر یکے از فرزندان زید بحال داشت پس دیگر فرزندان زید را در معاش مشروطه حصّه
میرسد یا نے۔

الجواب۔ در اجرائے معاش مشروطه باشد یا غیر مشروطه حاکم مختار است بنام هر کسے که
خواهد مقرر نماید و این از قسم ترکهٔ زید نیست تا که ورثهٔ وے دران مشارک باشند کَمَا فِی
الاَشبَاه وَالنظائِر العطاء لِلّذِی جَعَلَ الاِمَام العطاء له لِاَنّ اِستحقاق العطاء

باثبات الاِمَامِ لَا دَخلَ فِیه لِرِضَاءِ الغَیرِ صدریہ ص ۳۹۳ قلمی۔

(۴) اگر کسی مقدّس بزرگ کی درگاہ کے لئے کچھ عطا نذر کی گئی ہے تو اُسکا بھی یہی حکم
ہے۔ کہ اس مین وراثت جاری نہین ہوتی۔

الاستفتاءُ۔ درصورتیکه یک قریه از حضور ناظم وقت نذر درگاه فلان شهید مقرر است
الحال ورثهٔ شهید مذکور درباب حصّهٔ رسد آن منازعت میدارند شرعاً میتوانند که قریهٔ مذکور را
تقسیم کرده گیرند۔

الجواب۔ درصورتِ مذکوره هر کسیکه متولّی آن مکان خواهد شد او را تصرّف در قریهٔ مذکور
میرسد نه دیگرے را و وراثت نیز درین جاری نیست صدریہ ص ۳۹۴

(۵) اگر عطا کسی بزرگ کی درگاہ کے مصارف اور اسکے خُدّاموں اور عام فُقرا کی خدمت
یا کسی خاص صنف یا جماعت مثلاً حُفّاظ یا ذاکرین کے مصارف کے لئے دیگئی ہے۔
اور اس مین خاص خاص شخصوں کے حصّون و رسد کا مقدار مُعیّن نہین کیا گیا تو اس مین
بھی وراثت جاری نہین ہوتی۔ اور عام مُتولی اوقاف بلحاظ حیثیّتِ شخصی و باعتبارِ خدمت
ایک کو دوسرے پر حصّہ رسد مین ترجیح دے سکتا ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب لکھتے ہین۔ "متولی جمع و تقسیم یک کس امین را
باید ساخت و تقسیم بر رؤس احیا از اولاد و خدّام باید نمود مانند تقسیم خمس بر ذوی القربیٰ از سے
کسانیکه حاجت زیاده دارند یا خدمت زائد یا باعث مرجعیت خلائق میشوند ترجیح آنها
باکے ندارد۔ فتاوی عزیزی۔

(۶) عطیهٔ معاش کا اجرا اگر شخص مُعیّن کے نام پر ہوا ہے اور اُسکے منشور مین مُعطیٰ لہٗ
کی اولاد و احفاد وغیرہ متعلقین کا کچھ ذکر نہین کیا گیا۔ اس صورت مین مُعطیٰ لہٗ کی وفات

بہت کچھ کلام کی ہے اور اس مین اسقدر اضطراب ہے کہ جس کے دیکھنے سے کوئی معتد بہ نتیجہ برآمد نہین ہوتا ذیل مین اسکے متعلق فقہائے کے چند اقوال درج کئے جاتے ہین۔ (۱) کہا ہے یہ ایک طرحکا وقف ہے لیکن معطی کا حقِ ملک اس سے زائل نہین ہوتا اسلیے معطی لہٗ اس مین مالکانہ تصرف نہین کر سکتا۔

(۲) مدد معاش مؤبّد (جس مین کسی خاص وقت کی قید نہین اور اس سے دوام و استمرار سمجھا جاتا ہے) صدقۂ مملکہ ہے اس مین ارث وغیرہ احکام ملکیت کے جاری ہوتے ہین قال الکرخی وعامۃ المشایخ لو تصدق سلطاننا علی مستحق ارض من بیت المال وجعل لعلہ لاولادہ واولاد اولادہ ابداً الی فاتنا سلوا ان ھذا صدقۃ مملکۃ ویجعل لعدہ لاولادہ بحسب المیراث صفحہ ۳۹۶ بہر ارتضا علیخان قاضی القضاۃ (۳) ایسے صدقہ مین میراث بطریق وقف جاری ہوئی ہے کیونکہ یہ صدقہ موقوفہ ہے اس مین ذکور و اناث مساوی حصہ پاتے ہین پوتا اور نواسا اس مین یکسان ہے صفحہ ۱۹۱ عالمگیریہ جلد دوم و قاضی خان فصل الوقف علی الاولاد والاقرباء

(۴) سلطانی عطایا ارصادات ہین ان کے شروط کی پابندی لازمی امر نہین ہے وانہ حیث کانت ارصادا لا یلزم مراعاۃ شروطہا لعدم کونہا وقفاً صحیحاً۔ ردالمحتار باب مطلب اوقاف الملوک (۵) اس قسم کے عطیہ کا دوام و استمرار حاکم وقت کے تابع رہتا ہے ولہ ان یخرج متی شاء غایت صفحہ ۴۹۶ - جلد دوم (۶) جایز ہے بیت المال کی مزروعہ زمین بروجہ تملیک عطا کرنا کیونکہ رقبہ زمین مثل مال کے ہے اذ لا فرق بین الارض والمال فی الدفع للمستحق فاعلم ھذہ الفائدۃ فانی لم ار من صرح بہا وانما المشہور تملیک الخراج مع بقاء رقبۃ الارض لبیت المال۔ ردالمحتار علی درالمختار مصری صفحہ ۲۷۳ جلد سوم (۷) دفتر بیت المال مین اگر کسی مستحق کا استحقاق ثابت ہو چکا ہے اور امام نے اسکے لیے کچھ مقرر کر دیا ہے تو اس کی ذریت کیلیے بھی تبعاً حق قایم ہو جاتا ہے اور معطی لہٗ کے مرنے سے وہ ساقط نہین ہوتا۔ ان من کان مستحقاً

کے بعد اسکے ورثہ اسمین سے بقدر فرائض اللہ حصہ پاتے ہین۔ یعنی اس قسم کی عطا مین توریث جاری ہوتی ہے۔ دیکھو استفتائے ذیل۔

(۷) مدد معاش جب کسی خاص معیّن شخص کے نام سے نہ ہو بلکہ اسکا تقرر معطی لہٗ اور اسکی اولاد و احفاد پر عام ہو یا معطی لہٗ اور اسکے متعلقین کے نام پر ہو تو اس وقت آمد عطیہ کی تقسیم اولاد و احفاد وغیرہ متعلقین مین بالستویہ ہوگی۔ اس تقسیم مین ذکور و اناث مساوی حصّہ پاتے ہین۔ قَالَ للامَامِ اَن یّعطی الوظیفۃ لِزیدٍ واولادہٖ وَاحفادِہٖ فیقسم بینہم بالستویۃ وَلَا یفضل ذکورٌ علی الاناثِ ویدخل فیہم اولادُ البناتِ صفحہ ۳۹ صدریہ عن شریعۃ الاسلام

الاستفتاء۔ زید زمین انعامِ قدیم الایامِ و یک خانہ و زوجہ و دو پسر و یک دختر و مادر و خواہر گذاشتہ فوت کرد۔ پس مادر و خواہر در ہر دو ملک حقیت دارند یا نے و اگر داشتہ باشند چہ قدر حصّہ را مستحق شوند۔

الجواب۔ درصورتیکہ زمین انعام بطریق انعام مؤبّد بنام زید از طرف حاکم جاریست آنرا مع خانہ مملوکِ وے قسمت کردہ بعد اداے دین وغیرہ کہ بر میراث مقدم اند اگر چیزے ازان باقی ماند آنرا یکصد و بست حصّہ کردہ پانزدہ سہام بزوجۂ وے و بست سہام بمادرش و شصت و ہشت سہام بہر دو پسر علی الستویہ و ہفدہ بدختر خواہد رسید و بخواہر ازان ہیچ نیست۔ و درصورتیکہ زمین انعام پدر زید کہ زید بعد مرگِ پدر در قبضِ خود آوردہ اگر حاکم آن زمین را بنام خاص زید اجرا کردہ آن زمین خاص بنام اوست در ورثہ منقسم خواہد شد چنانکہ گذشت۔ و اگر بطریق پرورشِ متعلقان وے جاری کردہ باشند ہمہ علاقہ دارانِ پدرِ وے دران زمین استحقاق بر سبیلِ مساوات

فی بیت المال وفرض له استحقاقه فیه فاتهٔ یفرض لذریته ایضًا تبعًا ولا یسقط بموته
صفحہ ۲۸۹ رد المحتار جلد سوم ایضًا بعد تقرر معطی لہ سے عطا کا واپس لینا جائز نہین ہے - لیس
للامام ان یخرج شیئًا من ید احد الّا بحق ثابت معروف مہدویہ صفحہ ۶۴۶ جلد دوم مصر
(۸) عطایاے سلطانی ارصادات ہین اور اسکا نقض اور اُسکو مستحق کے ہاتھ سے واپس
لینا جائز نہین ہے دیکون الارصاد مالا یجوز نقضہ ولا اخراجہ من ایدی مستحقیہ
صفحہ ۶۴۹ مہدویہ جلد دوم باب الوقف وغیرہ وغیرہ -

ان متضاد اقوال پر غور کرنے اور عام تعامل سلاطین اولوالعزم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ عطاے سلطانی تین قسم پر ہے [ف] (۱) عطاے رقبۂ ارض بروجہ تملیک (۲) تملیک منافع
صرف بدون رقبہ - قسم اول مین معطی لہ کامل طور پر مالکانہ تصرّف کر سکتا ہے اور قسم دوم مین
مالکانہ تصرّف نہین کر سکتا اور اس مین توریث بطریق وقف جاری ہوئی ہے ان دونو عطیون
کا واپس لینا جائز نہین کیونکہ کامل التصرف بادشاہ نے جب ایک چیز ایک مُستحق کو بروجہ تملیک
عطا کر دی ہے تو اُسکا واپس لینا کسی صورت مین جائز نہین ہو سکتا لِاَنّ من اقطعہ السلطان
اُوْلَاۃ المہدیون فلیس لاحدٍ ان یرد ذالک صفحہ ۳۲ خراج ابی یوسف - غایت الاوطار مین
ہے معافی دار چونکہ انتفاع اراضی اور خراج کا مالک ہے اس لیئے وہ اُسکو اجارے پر دے سکتا ہے
اور علامہ قاسم کا اسکی صحت پر فتوی ہے صفحہ ۱۹۵ غایت الاوطار بریلی

[ف] (اول) عطاے رقبہ ارض بیت المال } ۱- عطیۂ رقبہ زمین معہ خراج زمین اسکو انعام مؤبد و مخلد کہتے ہین -
اسکے دو قسم ہین - } ۲- عطیۂ محض رقبہ بدون خراج اسکو ہماری آجکل کی اصطلاح مین پٹہ دوامی کہتے ہین
(دوم) عطاے منافع ارض بدون } ۱- تملیک منافع علی الدوام اسکو مدد معاش مؤبد و مخلد کہتے ہین
رقبہ اسکے بھی دو قسم ہین } ۲- تملیک منافع مؤقت جسکا اجرا ایک معین حد تک ہوتا ہے -
(سوم) عطا علی الوجہ البر والاحسان -

(۳) عطا بروجہ بر بدون تملیک رقبہ و تملیک منافع یہ عطیہ دو طریق پر ہو سکتا ہے اول بطریق
اقطاع اجارہ گویا معطی لہ کو ایک معینہ استحقاق کے عوض ایک قطعہ زمین کا اجارہ دیدیا جاتا ہے دوم
بطریق اقطاع اعارہ گویا معطی لہ کو محض انتفاع کے لئے اراضی بیت المال عاریتًا عطا کیجاتی ہے
قولہ دللِامام ان یخرجہ متی شاء (یعنی امام مختار ہے کہ جب چاہے معافی دار سے جاگیر واپس لے لے)
کا تعلق اس تیسری قسم کے عطیہ کے ساتھ ہے - وجہ اول مین اسطرح کہ چونکہ وہ ایک قسم کا اجارہ ہے
اور وہ احدُ المتعاقدین کے فوت ہو جانے سے فسخ ہو جاتا ہے اسلیئے معطی لہ کہ در اصل وہ مستاجر ہے
کہ فوت ہو جانے سے اسکے ورثہ تجدید و ثاقت کے محتاج رہجاتے ہین - ایسے ہی معطی کہ در حقیقت
موجر ہے کے فوت ہو جانے یا اسکے معزول ہو جانے سے عہد عطاے قدیم فسخ ہو جاتا ہے اور آیندہ
کے لیئے اسکا اجرا و جدید حاکم کی رائے پر موقوف رہتا ہے اور وجہ ثانی یعنی عاریت مین معطی جب
چاہے عطیہ واپس لے سکتا ہے کیونکہ عاریت محض احسان و بر ہے کسی قسم کا عہد نہین ہے اس
تقریر کی رو سے فقہاء کے تمام اقوال بجائے خود سند و دلیل بن سکتے ہین اور ان مین کسی قسم کا
تعارض نہین رہتا - امید ہے کہ اگر ناظرین حضرات غور کرین گے تو اس تقریر کو عام توجہات سے
اوفق باقوالِ فقہاء پائین گے - مؤلف -

احیاۓ موات

افتادہ زمین کا آباد کرنا -

(۱) ارضِ میت [ف] اس غیر آباد و بنجر زمین کو کہتے ہین جسپر زراعت کے آثار عمارت اور

[ف] ارض میت اسکے دو قسم ہین - (۱) وہ زمین کہ ہمیشہ سے بنجر وغیرہ آباد ہے - اور کسی کی ملک نہین
(۲) وہ آباد ہو کر بنجر بن گئی ہے - اس قسم کی زمین اگر ملک کفار سے مسلمانون کے قبضہ مین آئی
ہے تو اس کا حکم بھی ارض موات دائمی کا ہے لسے ارضِ عادیہ کہتے ہین - فرمایا رسول اکرم علیہ السلام نے
کہ زمین عاد اللہ و رسول کی ہے پھر وہ تمہاری ہے میرے حکم سے - اگر زمانۂ اسلام مین مسلمانون کے

بنا کے علامات نہ پائے جائیں ملحقات قریہ - چراگاہ دواب - اور مطلب اہل قریہ نہ ہو - قبرستان یا کسی اور ضرورت باشندگان قریہ کے لئے نہ چھوڑی گئی ہو - کسیکی ملک اور حرست میں نہ ہو اور نہ کوئی شخص اسپر قابض ہو اور نہ اسکا دعویدار ہے -

قال ابو یوسف الارض المیتة وھی ارض لا یری علیہا اثر زراعةٍ ولا بناء لاحدٍ ولم یکن فیئاً لاھل القریة ولا مسرحاً ولا موضع مقبرةٍ ولا موضع محطبھم ولا موضع مرعیٰ لدوابھم واغنامھم ولیست بملکٍ لاحدٍ ولا فی ید

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۵ - قبضہ میں آجانے کے بعد آباد ہو کر بنجر بن گئی ہے اور ارباب زمین معروف ہیں تو حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہی قدیمی مالک اسکے مختار ہیں ایسی زمین کی اقطاع جائز نہیں اور اگر اسکے ارباب معروف نہیں ہیں تو اس کا جاگیر و انعام میں دیدینا جائز ہے - لیکن اگر ارباب زمین اس کے آباد کرنے سے عاجز ہیں اور وہ زمین خراجی ہے تو امام کو چاہیئے کہ وہ اسے بطریق اجارہ یا مزارعۃ دوسرے شخص کو دیدے اور اسکی آمد سے خراج زمین اور حق مزارعۃ وضع کر لینے کے بعد بقیہ مالک اول کو دیدے - لیکن اگر کوئی مستاجر یا آباد کار نہ ملے تو وہ اسے ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر فروخت کر سکتا ہے جو خراج زمین کے ادا کرنے پر قادر ہے اور قیمت زمین مالکان اول کا حق ہے اور اگر وہ زمین لاوارث ہونے کے باعث بیت المال میں داخل ہو گئی ہے اور کسی مصلحت سے حاکم وقت نے اسکو فروخت کر دیا ہے اور اسکی قیمت بیت المال میں جمع ہو چکی ہے - تو اس زمین پر سے خراج ساقط ہو جاتا ہے بوجہ عوض لے لینے کے قال لان ملکہا بالاحیاء والملک لایزول بالترک (قرآن خوانی فصل ارض موات) ایضاً لو عجز الرجل عن زراعت ارضہ وھی خراجیة دفعہا الامام الی من یقدر علی الزراعة فیاخذ الخراج ویدفع الفضل الی رب الارض بعد حصة الزراع فان لم یجد مستاجرا و مزارعاً باعہا من یقدر علی خراجہا ایضاً وان صارت لبیت المال لموت مالکہا وباعہا الامام والحالة ھذہ فلا یجب علی المشتری خراج لما ان الامام قد اخذ الثمن لبیت المال ایضاً قال والعشر واجب علی تولیہما وان کان الارباب سٰکین (تحفہ مرضیہ لابن نجیم)

احدٍ فھی موات ص۳۶ خراج ابی یوسف فصل فی موات الارض)

(۲) اگر کسی شخص کو ارض میت بغرض احیا عطا کیجائے تو بعد احیا وہ اُسکا مالک بنجاتا ہے اور اپنے اختیار سے دوسرے املاک کی طرح اس زمین کو بیع وہبہ ووقف کر سکتا ہے - بادشاہ وقت اور اُن مالکانِ ملک کیلئے جو بعد میں والی مملکت ہوں جائز نہیں ہے کہ آباد کار سے آباد کی ہوئی زمین واپس کر لیں[ل] - آباد کرنے والا مسلمان ہے خواہ ذمّی دونوں کا ایک ہی حکم ہے - قَالَ ابو یوسف الارضُ الموَاتُ الّتِی لاحقّ لِاَحَدٍ فیہا وَلاَ مِلکَ فمن اَحیاھا فھی کذالک فھی لہ یزرعُہا ویزارعہا ویواجرھا ویکری فیہ الانہار ویعمرھا بما فیہ مصلحتُہا - ص۳۶ خراج ایضاً لیس لِلامام اِخراجہ عنہ

[ل] واپس لینا اسلیئے جائز نہیں کہ بیت المال کی بنجر زمین کو باذن امام قابل زراعت بنانے والا شخص بلاشبہ اسکے رقبہ کا مالک بنجاتا ہے جیسے کہ متن کی مصرحہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے لیکن اس کے خراج یا عشر کا وہ مالک نہیں ہو سکتا جب تک کہ امام وقت اس کی معافی کی تصریح نہ کرے - پس اگر امام نے ایک شخص کو بیت المال کی بنجر زمین معہ اُسکے خراج یا عشر کے ہبہ کر دی ہے تو معطیٰ لہ آباد کر لینے کے بعد رقبۂ زمین اور اسکے عشر یا خراج کا مالک بنجاتا ہے اور اپنے دوسرے املاک کی طرح اس میں آزادانہ تصرف کر سکتا ہے - اور اگر امام نے معافی عشر یا خراج زمین کی تصریح نہیں کی تو معطیٰ لہ صرف رقبہ زمین کا مالک متصور ہوتا ہے اور اس زمین پر سے عشر یا خراج ساقط نہیں ہوتا - لیکن آباد کار البتہ اس زمین کے رقبہ میں مالکانہ تصرف کر سکتا ہے - کتاب الخراج میں ہے کہ امام وقت نے بیت المال کی بنجر زمین اگر ایک مسلمان شخص کو آباد کرنے کے لیئے عطا کی ہے اور آنے اس کو قابل زراعت بنا لیا ہے تو وہ زمین بغرض احیاءً عشری بنجاتی ہے - لیکن سلاطین حال آباد کار کو چند سال کے لئے آباد شدہ زمین کا خراج عطا کر دیتے ہیں - اور یہی معاوضۂ احیا سمجھا جاتا ہے اور بعد ازاں اراضیات قرب وجوار کے لحاظ سے اسپر خراج معیّن کر دیتے ہیں - (مولف)

لِاَنَّہٗ تَملِکُہٗ بِالاِحْیَاءِ۔ (رد المختار وغایۃ الاوطار صہ ۴۹۶ ج ۲)

استفتاء۔ ذمی زمین موات راحی کرد شرعاً آن زمین را مالک شود یا نے۔

جواب۔ مالک شود ویملکھا الذمی بالاحیاء کما ملکھا المسلم لاَنَّ الاحیاء سببُ المِلکِ اِلا عِندَ اِبی حنیفۃ مشروطٌ باذنِ الامَامِ (فتاوی قاضی خاں فصل احیائے موات) ایضاً وھٰذا لا یُختَصُّ بکونِ المحیی مستحقاً من بیت المال بل لوکانَ ذِمّیاً مَلِکَ مَا اَحیَاہٗ رد المختار صہ ۲۷۳ جلد سوم

(۳) اگر کوئی شخص بدونِ اجازت امام افتادہ زمین آباد کرلے تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہین۔ کہ بادشاہ وہ زمین اس سے واپس لے سکتا ہے۔ قد کان ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ یقولُ مَن اَحیَا ارضاً مواتاً فھی لہ اِذا اجازہ الاِمَام وَمَنْ اَحیَا ارضاً مواتا بغیر اِذنِ الاِمَامِ فَلَیسَت لَہٗ وللاِمَامِ اَن یخرجھا مِن یدہٖ وَیضع فیھا مَا رَاٰی مِنَ الاجارۃِ وَالاَقطَاعِ وَغیر ذٰلک لیکن حضرت امام ابو یوسف رح فرماتے ہین۔ اگر اسکے احیاء مین کسی قسم کا ضرر اور نقصان نہین تو اذن عام پیغمبر علیہ السلام (من اَحیَا اَرضاً مَیتَۃً فھی لہ) سے وہ شخص اسکا مالک بنجاتا ہے اور اگر اس مین کسیطرحکا ضرر ہے تو امام وقت اس سے واپس لے لینے کا مختار ہے حسب مضمون حدیث شریف۔ (ولیس لعرقٍ ظالمٍ حقٌّ) وَمَا قال ابو حنیفۃ قالَ لیکُونَ فصلاً فیمَا بین ھم مِن خصوماتِھِمْ واضرار بعضِھِمْ ببَعضٍ امَّا اَنا فَارٰی اِذا لَمْ یَکُنْ فیہِ ضرر عَلیٰ اَحَدٍ وَلَا لِاَحَدٍ فیہ خصومۃٌ اِنَّ اِذنَ رسولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلیہِ وَسلم جائزٌ اِلیٰ یَومِ القیمۃِ فَاِذَا جاءَ الضرر فَھُوَ عَلیٰ حدیثِ وَلیس لعرقٍ ظالمٍ حقٌ صہ ۳۶ کتاب الخراج باب موات الارض۔ مطبوعہ مصر۔

استرداد وعدم استردادِ عطیّہ

(۱) اگر کسی شخص کو سلطان وقت نے اپنی زر خرید زمین یا اپنی آباد کی ہوئی زمین ہبہ کردی ہے یا بیت المال کی بنجر زمین بطریق انعام مؤبّد و مُخلّد عطا کی ہے تو معطیٰ لہٗ اس قسم کی تمام اراضی پر مالکانہ تصرف کرسکتا ہے اور اسکے بعد اسکی اولاد اس زمین کی جائز وارث سمجھی جائیگی۔ ایسی عطا کا واپس لینا جائز نہین۔

قَالَ لو اقطع السُّلطان ارضاً مُواتاً اَوْ مَلکھا السلطانُ ثمّ اقطعھا جاز وقفہ لھَا۔ صہ ۴۹۵ ج ۲ غایت اور کہا ہے معطیٰ لہٗ کا وقف کرنا اس واسطے صحیح ہوا۔ کہ وہ زمین مذکور کا مالک ہوگیا ہے بملک حقیقی اسلیئے اسکے جمیع مالکانہ تصرفات جائز ہین (شرح غایت) ایضاً اَلاِنعَامُ المؤبّد والمُخلّد یدخل فِی مِلکٍ فیباعُ ویوھَبُ ویورثُ (صہ ۵۵ دیہ عن القُنیہ) ایضاً قال ابو یوسف ولِاَنَّ مَن اقطعہ الولَاۃُ المھدیون فلیس لِاَحَدٍ اَن یرُدَّ ذٰلِکَ صہ ۳۲ خراج۔

(۲) اگر کسی شخص کو دواماً واستمراراً منفعتِ جاگیر بدون رقبۂ زمین عطا کیگئی ہے تو ایسی عطیہ کا اگرچہ معطیٰ لہٗ مثل موقوف علیہ مالک متصور نہین کیا جاسکتا تاہم معطی کو ایسے عطیہ کا واپس لینا جائز نہین۔ اس قسم کے عطیہ مین بطریق وقف ارث جاری ہوتی ہے، قال للامام اَن یعطی الوظیفۃ لزَیدٍ واَولادہٖ وَاحفادہٖ فیُقسم بینھم بالسّویّۃ وَلَا یفضَّل ذکورٌ علی الاناثِ وَیدخلُ فیھم اولادُ البناتِ (صہ ۳۹ صدریہ عن شرعیۃ الاسلام) ایسے ہی ارصاداتِ سلطانیہ کا بھی یہی حکم ہے کہ بعد انقراض اُس کا نقض جائز نہین ہے۔ البتہ امام اگر اسکے شرائط کی کمی وبیشی مین مصلحت دیکھتا ہے تو اسکو اختیار ہے کہ مصلحت وقت کیموافق عمل کرے لیکن یہ جائز نہین ہے کہ جس غرض

کیلئے وظیفہ جاری کیا گیا ہے اُس سے اور استحقاق معطی لہ سے بالکلیہ اعراض کر کے عطا کو ضبط کر لے اسلیئے کہ عدم رعایت شروط ارصاد کے معنی وظیفہ کا ضبط کر لینا نہین بلکہ مصلحت وقت کے موافق اُس مین اصلاح کر دینا ہے - قال واِذا عُلِمتَ ذٰلِکَ کله نَعلم صِحّۃ الارصادِ لاراضی بَبیت المال وَغیرها وَلَو عَلٰی مُعیّنٍ حَیثُ کَانَ المَرصَد عَلَیہِ مِن مصارفِ بیت المالِ - وَیکونُ الارصاد مالا یجوز نُقضه وَلَا اِخرَاجُه مِن اَیدی مُستحِقِیہ غیر اِذ لَیس وَقفًا حقیقیًا فَلَا تراعی شروطه بالمعنی السابقِ وَهُوَ اَنّهٗ اذا رای وَلیُّ الاَمرِ المَصلحۃ فِی زیادۃٍ فِیہ اَو نقصٍ فی مَصارفِ الوقفِ المذکورِ یَسوغُ لَهٗ ذٰلِکَ وَلَیسَ المرادُ اَن یَصرِفهٗ عَنِ الجھۃ الّتی عُیّنَت فِی الاِرصادِ کَانَ یمنعَ من عُیّن فیہ ویصرفَ اِستحقاقه لِغیرہ وَحِینئِذٍ لَا یَصِحّ العدول عَمّا ذُکِرَ ص ۶۴۹ مہدویہ جلد دوم باب الوقف - ایضًا وَاِنّما لَم یَکُن وَقفًا حَقِیقَۃً لِعَدمِ ملکِ السلطان له بل هو تعیینُ شَیءٍ مِن بیت المَالِ عَلٰی بَعضِ مُستحقِیہ فَلَا یجوزُ لِمَن بعده اَن یغیّرہ وَیُبدّل له کما قَدّمنا ذٰلِکَ ص ۲۷۰ ردالمختار علی درالمختار مصری - ایضًا بیت المال مصالح مسلمین کے واسطے ہے جو لوگ اسکے مستحق اور اسکے مصارف سے ہین اُن کے لئے بیت المال سے کچھ اراضی کا جدا کر دینا بالاتفاق جایز ہے تا بسہولت اُنکو پہنچ جایا کرے حق ان کا اسلیئے کہ فقراء ضعفاء اور فقہاء وغیرہ مستحقین کا بادشاہون کے پاس پہنچنا متعذر و متعسر ہے اسیکو ارصاد کہتے ہین اور بعد تقرر اسکا نقض جائز نہین ص ۴۹۵ ج ۲ غایت م بریلی - ایضًا ردالمختار مین ہے - امام کیلیئے جائز ہے بیت المال کی مزروعہ زمین بر وجہ تملیک رقبہ عطا کر دینا جبکہ وہ اس مین مصلحت دیکھتا ہے جیسے کہ مال کا

دینا اسکے لئے جایز ہے اِسلیئے کہ آباد زمین اور مال کے عطا کرنے مین کچھ فرق نہین اور یہ وہ فائدہ ہے کہ کسی نے اسکو بیان نہین کیا اور عام کُتب مین مشہور یہ ہے کہ اقطاع تملیک خراج مع بقائے رقبہ کا نام ہے - قال هٰذا یدلّ علی انّ للامام اَن یعطی الارض مِن بیت المال عَلٰی وجه التملیك لرقبتها کما یعطی المال حیثُ رای المصلحۃ - اِذ لَا فرق بَینَ الارضِ والمَالِ فی الدّفع للمستحق فلغتنم هٰذه الفائدہ فَاِنّی لَم ار مَن صرّح بِهَا وَاِنَّما المشہور فی الکتب اَنّ الاِقطاعَ تملیك الخراج مع بقاء رقبۃِ الارضِ لبیت المال ص ۲۷۳ جلد سوم ردالمختار علی درالمختار مصری -

مہدویہ مین ہے - سلطان ظاہر برقوق نے اپنی عہد سلطنت مین جب دیکھا کہ سلاطین گردیہ نے مصری بیت المال کے اراضیات مین سے بقدر نصف اراضیات کے بطریق عطیات و ارصادات لوگون مین تقسیم کر دیا ہے تو اس نے ان تمام کو یکقلم بند کر دینے کا قصد کر لیا - اس خیال سے کہ یہ جاگیرین لوگون نے محض رسوخ اور حیلون سے حاصل کر لی ہین اور اس غرض کے لیئے اس نے ایک عظیم الشان مجلس کو ترتیب دیکر اس مین بڑے بڑے مشاہرین مذہب و مشائخین ثلثہ مثل شیخ الشیوخ مفتی عصر اکمل الدین شارح ہدایہ و علامہ علی الاطلاق سراج الدین عمر والبلقینی و علامہ برہان کو جمع کیا - آخر کار بالاتفاق یہ طے پایا - کہ دفتر بیت المال مین سے اُس کے مستحقین کے نام پر از قسم نقد و اراضیات و وظائف وغیرہ جو کچھ جاری ہو چکا ہے جب تک کہ وہ اسکا مصرف ہے - اس عطیہ کا نقض کسی صورت مین جائز نہین - قال وارادا لسلطانُ الظاهر برقوق نقض کُلِّ ما ارصَدَه ملوكُ الدّولۃ

الکُردِیہ مِنْ بَیْتِ مَالِ مِصْرَ وَقَالَ اِنَّہٗ اُخِذَۃٌ بِالحِیْلَۃِ مِنْ بیتِ المَالِ وَقَدْ اِسْتَغْرَقَ بِضْعَفَ اراضی بیت المال وعقد لِذٰلک مجلساً حافلاً حضرۃ شیخ الشیوخ الشَیخُ اکمل الدین شارح الھدایۃ المُسَمّٰی بالعِنَایَۃِ شیخ السّاداتِ الحَنفیۃَ فی عصرہٖ وَعَلَامَۃِ الدُّنیا علی الاطلاق سراج الدین عمرو البلقینی والبرُھان بن جماعۃٍ وغیرھِمْ وَاتَّفَقوا عَلیٰ اَنَّ مَا اُرصِدَ مِنْ جامِکیّۃٍ اوطینٍ اورزقٍ یخرج مِنْ بَیْتِ المَالِ وَمِنَ الدیوانِ عَلیٰ مَنْ کَانَ مصرفاً مِنْ مصارف بیت المال لاسبیل اِلیٰ نقضہٖ والفصلُ المجلسُ[1] علیٰ ھٰذا صفحہ ۶۴۸ مہدویہ جلد دوم مصریہ باب الوقف

(۴۳) اگر کسی شخص کو منفعت اراضی محض بطریق برّ واحسان بدونِ تملیکِ رقبہ زمین وتملیکِ منافع عطا کی گئی ہے توچونکہ اس قسم کے عطیات ایک قسم کے اقطاع اِعارہ یا اقطاعِ اِجارہ ہوتے ہین اِسلئے اسکا دوام واِستمرار ہمیشہ حاکم وقت کی راے پر موقوف رہتا ہے وہ مختار رہے چاہے اسکو بحالہ قائم رکھے اور چاہے واپس کرلے

[1] والفصل المجلس علیٰ ھٰذا مشاہیر علمائے حنفیہ کے اس محققانہ فیصلے اور مستند فقہا کی دوسری مذکورہ روایات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پونچتی ہے۔ کہ اقطاع اراضی بیت المال یعنی تملیک خراج زمین بدون رقبہ زمین خواہ وہ حقیقۃً وقف ہے خواہ ارصاد ہے بہر وجہ اسکا نقض وفسخ جائز نہین ایسے ہی رد المحتار کی تنقید مُصرح ہے کہ سلاطین کو اراضی بیت المال مین تصرّف کرنیکا پورا پورا حق حاصل ہے اور جب ان مین سے کسی ایک نے اپنے کامل اقتدار سے ایک مستحق کے لئے اقطاع اراضی بیت المال بروجہ تملیک رقبہ خواہ بروجہ تملیک خراج تجویز کیا ہے تو اسکا فسخ ہرگز قرین مصلحت نہین اور یہ کہ جسطرح بیت المال کی بنجر زمین کو بروجہ تملیک رقبہ عطا کرنے کا امام کو حق ہے اسیطرح وہ اسکی مزروعہ زمین کو بھی بروجہ تملیک عطا کرسکتا ہے۔ (مؤلف)

اور معافی دار کے مرنے کے بعد خواہ اسکو اسکے تمام ورثہ مین تقسیم کردے خواہ کسی ایک پر خواہ اجنبی کو دیدے خواہ مزارعین کو خراج تشخیص کرکے دیدے۔ قالَ اِذا اعطی السلطان لِرجلٍ خراجَ الارضِ لَایَسَعُ ذٰلِکَ الرَّجلُ اَنْ یبیعَ تِلْکَ الارضَ اَوْیَھَبَہَا وَاَنَّ لِلْاِمَامِ اَن یخرجہ متی شاء (غایت صفحہ ۴۹۶ ج ۲) یعنی امام وقت مختار ہے جب چاہے وہ اس قسم کے معافی دار کو جاگیر سے بیدخل کرسکتا ہے۔ ایضاً اِذا اعطی السلطان لرجلٍ خراجَ الارض لَایَسَع ذالِکَ الرّجلُ اَنْ یبیعَ تِلکَ الارض اویھبہا ولا یصیر بَعْدَ موتہٖ مِلکًا لورثتہٖ لِاَنّہا لم تکن مِلکاً لہٗ فکیف یکونُ مِلکاً لورثتہٖ لھما صفحہ ۳۹۶ صدریہ عن الذخیرۃ یعنی عطایائے برّ واحسان ترکہ ومیراث نہین ہوتے۔ اِسلئے کہ اس قسم کے عطیات مین نہ رقبۂ زمین معطیٰ لہٗ کی ملک ہوتا ہے نہ اُسکا خراج بلکہ بطور عاریت وہ محض انتفاع کا مُستحق سمجھا جاتا ہے۔ ایضاً قالَ وَلَا یُعتبرُ بعد موتہٖ ملکًا وَلا تورثُ عنہ وھِیَ لمن فوّضہ السُّلطان ایضاً اِذا اعطیَ الامَامُ ارضًا لِرجل بوجہِ الِادرَارِ وَالاستحقاقِ لا یَملِکہ لِاَنَّ بَعْدَ الموْتِ یَحتاجُ الورثۃُ اِلیٰ اِذنِ الِامَامِ صفحہ ۳۹۱ صدریہ عن التاتارخانی۔ ایضاً مصنف رسالۂ حقیقت زمینداری لکھتے ہین۔ تیمور نے یہ حکم دیا تھا کہ تمام فقرا جمع کیجائین اور انکے واسطے خوراک معیّن کیا جائے۔ اور ایک نشان کے ذریعہ سے ان کی شناخت کیجائے تاکہ اسکے بعد وہ بھیک نہ مانگ سکین اور اگر التمغا کے بعد وہ بھیک مانگتے ہوئے پائے جائین تو انکو جلاوطن کردینا چاہیئے (رسالۂ حقیت زمینداری صفحہ ۹۱) ظاہر ہے کہ اس قسم کے عطیات التمغا سے بادشاہ مذکور مورُوثی فقیرونکا کوئی ایک فرقہ قائم کرنا نہین چاہتا تھا۔

(۴) بیت المال کی بنجر زمین اگر کسیکو عطا کیجاے اور وہ تین سال کے اندر اندر تمام یا بعض کو آباد کرے تو وہ آباد شدہ رقبہ اراضی کا مالک بنجاتا ہے - ایسی زمین کا واپس لینا جایز نہین - لیکن اگر وہ اسے بلا وجہ معقول پڑا رہنے دے اور اسپر تین سال گذر جائین تو اسپر سے حکم جاگیر منقطع ہو جاتا ہے - امام وقت اسے واپس لے سکتا ہے - عن طاوس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن احیا ارضا میتۃ فہی لہ ولیس لمتحجر حق بعد ثلاث سنین ایضا ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال علی المنبر من احیا ارضا میتۃ فہی لہ ولیس لمتحجر حق بعد ثلاث سنین[۵] ص۳۷ - (خراج ابی یوسف)

(۵) ارض میتہ اگر آباد ہونے کے بعد بنجر بن گئی ہے یعنی معطی لہ یا اسکے ورثا نے

---

[۵] حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین - قبل گزرنے تین سال کے جاگیر دار سے تعرض کرنا جایز نہین بحجۃ عمل حضرت عمر رضی اللہ عنہ - ابویوسف ابی نجیح اور وہ عمرو بن شعیب اور عمرو اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگیر دی مزنیہ یا جہینہ کے لوگون کو لیکن انہون نے اسکی طرف توجہ نہ کی اور زمین کو آباد نہ کیا - اور ایک دوسری قوم کے لوگون نے اسکو آباد کر لیا چنانچہ یہ جھگڑا بہ زمان خلافت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت خلیفہ زمان کے سامنے لایا گیا - حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ جاگیر اگر مین دیتا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور معطی لہ اسے آباد نہ کرتے تو البتہ مین لوٹا لیتا اسکو لیکن چونکہ یہ عطیہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اسلئے مین اسکو لوٹانا نہین چاہتا پھر فرمایا جسکو زمین احیار کے لیئے عطا کی گئی ہے اور اسنے اسکو تین برس تک آباد نہین کیا اور اس کے بعد کسی ایک اور شخص نے اسکو آباد کر لیا تو وہی حقدار ہے جسنے اسکو آباد کیا ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک تعین مدت کی ضرورت نہین وہ فرماتے ہین اس قدر عرصہ معتبر ہے جس مین وہ زمین آباد ہو سکتی ہے -

آباد کر لینے کے بعد اسکی کاشت کرنا ترک کر دیا ہے جس سے وہ دوبارہ ویران ہو گئی ہے اور وہ خراجی زمین ہے تو امام وقت اسکے مالک کو آباد کرنے یا اسکی فروخت کر دینے پر مجبور کر سکتا ہے لیکن ایسی زمین کا اقطاع جایز نہین اور نہ امام کو واپس لینا جایز ہے اور اگر کوئی دوسرا شخص بدون رضامندی مالک اول اسپر قبضہ کر کے اسے آباد کر لے تاہم امام کو چاہیئے کہ وہ اس سے واپس لیکر مالک اول کو دیدے - ابن نجیم تحفہ مرضیہ مین لکھتے ہین کہ زمین آباد ہو جانے کے بعد اگر بنجر بن گئی ہے اور اسکے ارباب معروف ہین تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہی قدیمی مالک اسکے مختار ہین اور اگر وہ خراجی زمین ہے اور اسکا مالک اسے آباد نہین کر سکتا تو امام وقت کو چاہیئے کہ اسکے آباد ہونے کا اہتمام کرے اسطرح کہ اجارہ یا مزارعۃ پر دوسرے شخص کو دیدے اور پیداوار مین سے خراج لے لینے اور حق مزارعۃ ادا کر دینے کے بعد بقیہ مال مالک اول کو دیدے اور اگر چاہے تو وہ فروخت بھی کر سکتا ہے اور قیمت مالک اول کا حق ہے - قال عجز رجل عن زراعۃ ارضہ وھی خراجیۃ دفعھا الامام الی من یقدر علی الزراعۃ فیاخذ الخراج ویدفع الفضل الی رب الارض بعد حصۃ الزراع فان لم یجد مستاجرا او مزارعا باعھا من یقدر علی خراجھا ویدفع القیمۃ الی رب الارض (تحفہ مرضیہ لابن نجیم)

الاستفتاء - زید اگر زمینے را زندہ کرد بعد احیار ترک آورد و زراعت نکرد و عمرو آنرا زراعت کرد شرعاً بدین زمین زید احق باشد یا عمرو -

جواب - زید احق است قال ولا صح ان الاول ینزعھا من الثانی لان ملکھا بالاحیاء والملک لا یزول بالترک اما اذا ترکھا وعرض عنھا بطل حقہ وکان[۵]

حاشیہ دیکھو صفحہ ۴۴

الثَّانِی اَحَقُّ بِہَا (قرآن خوانی) فصل احیائے موات -

اولادِ مُعطیٰ لہٗ

(۱) عام مُتولّی بیت المال نے جب ایک شخص کا حق تسلیم کرلیا ہے اور دفتر بیت المال مین اسکا استحقاق مفروض ہوچکا ہے - تو بالتّبع[۵۱] اُسکی اولاد کیلیئے بھی مفروض سمجھا

نوٹ صفحہ ۴۵ سلہ اَمَّا اِذَا تَرَکَہَا - مراد اس سے یہ ہے کہ مالک اول اس سے دعویٰ ملکیت اٹھالے اور دوسرا شخص باجازت امام اُسکو زندہ کرے کیونکہ تمام اس قسم کی لاوارث زمینین اور وہ جن کو لوگ انکے مالکون نے چھوڑ دیا ہے اور وہ جن کے مالکون کا حال مُشتبہ ہے اور معلوم نہین وہ کسکی ملک مین تھین مُنتقل ہوجاتی ہین ملک بیت المال مین اور اراضی بیت المال کو بدون اجازت امام وقت زندہ کرنیوالا شخص اسکا مالک نہین بن سکتا ایسے شخص سے امام وقت آباد کی ہوئی زمین واپس لے سکتا ہے جیسا کہ ہم نے زیر بحث احیائے موات مُفصّلاً بیان کیا ہے - فلیرجع (مولف)

سلہ بالتبع واضح ہو کہ اس صورت مسئلہ کا تعلّق عطیہ انعام مؤبّد و مُخلّد اور عطیہ مدد معاش کے ساتھ نہین ہوسکتا کیونکہ ان دونون عطیون مین اولاد مُعطیٰ لہٗ اصالتاً مُستحق حصہ ورسد عطیہ ہوتی ہے نہ تبعاً انعام مؤبد مین اسلیئے کہ وہ حقیقۃً مُعطیٰ لہ کا ملک ہوتا ہے اور مدد معاش مین اسلیئے کہ وہ مُعطیٰ لہ اور اُسکی تمام اولاد کے لیے وقف ہوتا ہے پس معطی کی طرف سے جو حق مُعطیٰ لہ کو عطا ہوتا ہے وہی اُسکی اولاد کو بھی عطا ہوتا ہے مُعطیٰ لہٗ کے طرف سے نہین بلکہ معطی کی طرف سے اسکی تحقیق بعض حواشی مین گذرچکی ہے - پس صورت مسئلہ مبحوثہ کا تعلق عطیہ قسم ثالث یعنی عطیہ برّ واحسان ہی کیساتھ مخصوص ہے کیونکہ اس قسم کے عطایا مین کسی طرح کی توریث جاری نہین ہوتی جس سے مُعطیٰ لہٗ کی وفات کے بعد اسکی اولاد کا کوئی حق بطریق وراثت عطیہ مین ثابت نہین ہوتا لیکن چونکہ یہ صدقہ ہے اور اس سے مُعطیٰ لہٗ کی اولاد پرورش پاتی ہے اور اسکے سوائے اونکی پرورش کا کوئی اور ذریعہ نہین ہے لہذا بہ نظر ترحم و الطاف خسروانہ اسکا بند کردینا شایان شان امام وقت نہین خصوصاً جبکہ اولاد مُعطیٰ لہٗ خدمات عطیہ کی اہل ہے لیکن ایسے وقت مین کہ وہ اس وظیفہ کی اہل

جاتا ہے اور مُعطیٰ لہٗ کی موت سے ساقط نہین ہوتا بلکہ اسکے فوت ہوجانے کے بعد اولاد معطی لہٗ پر جاری کیا جائیگا - قال انّ من کان مستحقاً فی بیت المال دفُرِض لہ استحقاقہ فیہ فانہ یفرض لذُرِّیَّتِہ ایضًا تبعًا وَلَا یسقط بِمَوْتِہٖ سِیَّمَا اذا کانُوْا یَجْتَہِدُوْنَ فِی سلوکِ طَرِیْقِ اٰبَائِہِمْ صفحہ ۲۸۹ ج ۳ - ردالمختار علی درالمختار -

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۶ نہین اور آیندہ مین بھی اُن سے اسکی اہلیت کی امید نہین کیجاسکتی تو وظیفہ کا بند کردینا ہی ضروری ہے اِسلیئے کہ ایسی نااہل قوم کی پرورش کرنا ضرر مسلمین پر اعانت اور علم و دین کے ضایع کرنے مین مدد و کوشش کرنا ہے اور یہ ظلم صریح ہے - کیونکہ وظائف بیت المال مستحقین بیت المال کے لئے ہین نہ فاسق و فاجر کے لئے اسی لئے امام وقت پر اہل وظایف کے حالات اور انکے چال چلن کی نگرانی لازم ہے تاکہ اہل وظائف خدمات معیّنہ کو برابر ادا کرتے رہین اور ان کی اولاد مین اسلاف کے طریقہ کی پابندی رغبت پیدا ہو اور اگر وہ اپنے بزرگونکی مقبول چال چلن کے پیرو نہین ہین تو ان کا وظیفہ ضبط کرکے ایک دوسرے مستحق کو عطا کردے - اِسلیئے کہ بسا اوقات وظائف اوقاف اہل وظائف کے فسق و فجور - کسل مندی - تن پروری - بے ہنری - جہالت - گمراہی - تکبّر و غرور کا باعث بنکر انکے وجود کو قوم و ملک کے لیے ایک خوفناک شخص بنادیتے ہین حقیقت مین بیت المال کی معاش اور عام اوقاف کے امدادی وظائف سے شریف خاندانون اور اہل علم کی صیانت مقصود ہوتی ہے اور ملکی و قومی ترقی کے لیئے ذخیرۂ وسائل کا بہم پہونچانا مدنظر ہوتا ہے تاکہ پس ماندگان شُرفاء و عام اہل علم ضروریات معیشت سے بفراغ خاطر تحصیل کمالات و اکتساب فضائل مین مشغول ہوسکین اور ان کا وجود اخلاق حمیدہ و کمالات جمیلہ کا سرچشمہ بنکر فخر قوم اور اسکی ترقی کا ذریعہ بن سکے - جب ملک مین اوقاف کے اغراض کی کماحقہٗ نگرانی نہین کیجاتی اور موقوف علیہم کو ان کے حال پر آزاد چھوڑدیا جاتا ہے - تو اس لاپرواہی سے صرف قوم موقوف علیہم ہی تباہ و برباد نہین ہوتی - بلکہ اسکے وجود کے زہریلے اثر سے اطراف و اکناف کے شرفاء بھی پایۂ اعتبار سے گرجاتے ہین - جس شخص نے ہندوستان و عرب خصوصاً حجاز و یمن - عراق - عرب افغانستان اور بخارا وغیرہ کے مساجد - مدارس - خانقاہون

ایضًا صاحب حاوی نے کہا ہے علماء و فقہا وغیرہ مستحقین بیت المال کی ذریت کا حصہ معین کیا جائے اور جوان کی اولاد کے واسطے مفروض ہوا ہو وہ ان کی موت سے ساقط نہین ہوتا ص۵۰۴ غایت الاوطار بریلی -

ایضًا وقد ذکر علماءُنا اَنَّ مَنْ لہ حق فِی دیوان الخراج کا لمقاتلۃِ والعلماءِ والمُفتیینَ وَالْفُقَھَاءِ وَطَلَبَۃِ العلم یفرض لِاَوْلادِھِمْ تبعًا وَلَا یُسقطِ بموتِ الْآبِ ص۲۷۳ ج۳ شامی

(۲) خدمات مشروط مثل قضارۃ و احتساب وغیرہ مین مُعطیٰ لہٗ کی وفات کے بعد آیندہ اجرائے عطا حاکم وقت کی رائے پر موقوف رہتا ہے - لیکن مُعطیٰ لہٗ کی خدمت کا عوض اگر دفتر عطا مین باقی ہے تو اُس مین وراثت جاری ہوگی مثلًا قاضی یا محتسب اگر آخر سال مین بلا حصول عطا فوت ہوجائے تو اسکے ورثار کو عطائے زمان گذشتہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۷- اور عام مسافر خانون کے قدیم اوقات کے حالات کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ بے ساختہ یہ کہہ سکتا ہے - کہ قوم و ملک کیلئے جسقدر اوقات کی مدّ ضرر رسان ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور چیز نقصان نہین پہونچا سکتی مگر ساتھ ہی اسکے یہ کہہ سکتے ہین - کہ یہ تمام خرابین اوقات کی عدم نگرانی اور قوم کی عدم توجہی کے نتائج ہین ورنہ فی نفسہ قوم و ملک کی ترقی کے لئے مدّ اوقات انفع وسائل اور نہایت کار آمد ذریعہ ہے شیخ علیہ الرحمۃ نے کہا ہے - گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب راچہ گناہ - حموی کہتے ہین - اگر ایسا شخص مرجائے جسکا وظیفہ بیت المال مین بحق شرع و اعزاز اسلام تھا جیسے امامت وغیرہ خدمات ہین اور میت کے بیٹون سے یہ امید ہے کہ وہ اس حق شرع کو قائم کرین گے اور اپنے باپ کی مانند اعزاز اسلامی کو ملحوظ رکھین گے تو سلطان کو چاہیئے کہ انکے باپ کا وظیفہ انہین کو عطا کردے - صاحب ردالمختار لکھتے ہین کہ اس قسم کے وظائف مین ذکور کی تخصیص ہے - اسلیئے کہ وہ تحصیل علم اور اشتغال بالعلم کرسکتے ہین - اور اگر میت کی اولاد لہو و لعب مین مشغول ہے اور خدمات وظیفہ سے غافل ہے تو اس کو یہ وظیفہ دینا جائز نہین - (مولف)

دیجائیگی - قَالَ وَلومَاتَ فی اخرہ اوبعد تمامہ کما صححہ اخی زادہ یستحب صرفہ اِلی قریبہ لِاَنَّہٗ اَوْفیٰ لتعبہ فیندبُ الوفاءُ لہ ص۵۰۵ در المختار غایت الاوطار

ایضًا ابن ہمام محقق نے کہا ہے - کہ جب کوئی حق ثابت ہوگیا اتمام عمل سے تو اس مین وراثت جاری ہوتی ہے جیسے مال غنیمت - جب دار الاسلام مین سونچ جاتا ہے تو غازیون کے حقوق محفوظ ہوجاتے ہین - اِسلیئے غازی کے فوت ہوجانے کے بعد اسکا سہم اسکے وارثون مین تقسیم کیا جاتا ہے غازی کی موت سے ساقط نہین ہوتا (درمختار غایۃ الاوطار ص۵۰۵)

(۳) مُعطیٰ لہٗ کی وفات کے بعد اگر اسکی اولاد نے باہم ملکر یہ اتّفاق کرلیا - کہ عطاء دفتر سلطانی مین ایک شخص کے نام لکھی جائے اور دوسرے شخص کا عطا مین کچھ حق نہ ہوگا - مگر صاحب عطا دوسرونکو اتنا اتنا مال دیا کرے تو ایسی صورت مین عطائے سلطانی جس شخص کے نام دفتر مین لکھی جائے گی اسیکا خاص حق متصور ہوگی دوسرونکا اس مین کچھ حق نہ ہوگا اور ان کی باہمی مصالحت و قرارداد باطل ہوگی - کیونکہ استحقاق عطاء سلطان کی عنایت پر ہے غیر کی رضا کو اس مین کچھ دخل نہین وہ مختار ہے جسے چاہے عطا کرے - وفی الاشباہ والنَّظائِرِ العطاءِ لِلذی جعل الامام العطاءَ لہ لان استحقاق العطاء باثبات الامام لادخل فیہ لرضاء الغیر ص۲۹۳ صدر تعلیمی

ایضًا رجلٌ لہ عطاء فی الدّیوان مات عن اثنین فاصطلحا علی ان یکتب فِی الدّیوان باسم احدِھما و یاخذ العطاء وَالاخری لاشئ لہ من العطاء ویبذل من کان لہٗ العطاءُ مَالًا مَعْلُوْمًا فالصُلح باطل ویرد بدل الصُلح والعطاءُ للذی جَعَلَ الامام العطاءَ لہ ص۹۱ ج۴ عالمگیریہ

(۴) معطیٰ لہٗ کی وفات کے بعد اگر کسی وارث بعید خواہ کسی اجنبی کا نام اتفاقاً خواہ ورثاء کی باہمی مصلحت سے دفتر عطا مین لکھا جائے اسکے بعد تمام یا بعض ورثائے معطیٰ لہٗ اسکے خلاف منازعت کرین اور اپنا حق طلب کرین اور ازان بعد مدعا علیہ سے ان کی صلح ہو جائے مال معیّن کے دیدینے پر یا اور کسی وعدہ پر اور اس باہمی صلح سے وہ اپنا دعویٰ اٹھالین تو اس صورت مین بھی صلح باطل ہوگی اور مدّعی کو بدل صلح و قرار کچھ بھی نہین ملیگا۔ اور عطا اسکی رہے گی جسکے نام لکھی گئی ہے۔

قال اذا کان فی الدیوان عطاء مکتوب باسم رجل فنازعہ آخرٌ وادعی انہ لہ فصالحہ المدعیٰ علیہ علی دراھم اودنانیر حالۃ او الی اجلٍ فا لصلح باطل وکذالک لوصالحہ علی شیٔ معیّن فھی باطل۔ ص ۹۱ ج ۴ عالمگیریہ دہلی الباب ثالث عشر۔ ایضاً لو اصلحا علی ان یکتب العطاء باسم اَحَدِھما علی ان مَاخرج منہ فھو بینھما نصفان فھذا باطل وھو لصاحب الاسم وکذلک لوکان الذِی کتب اسمہ اجنبی عالمگیریہ ص ۹۱ یعنی اگر معطیٰ لہٗ کے دو وارثون نے باہم یہ مصلحۃ کرلی کہ عطا دفتر مین ایک کے نام لکھی جائے اور وصول کے وقت دونون نصف نصف لے لیا کرین گے تو اس صورت مین بھی صلح باطل اور عطا اسیکے لئے مخصوص رہیگی جسکے نام لکھی گئی ہے۔

احکام وِلایۃ عطیّہ مدد معاش

(۱) معطیٰ لہٗ کی وفات کے بعد۔ نصب[۱] ولی مین امام وقت مختار عام ہے چاہے

---

[۱] بحث العطار کی ضمن مین یہ بیان ہو چکا ہے۔ کہ عطائے سلطانی کے تین قسم ہین (۱) عطیہ الاراضی بیت المال بروجہ تملیک رقبہ اس فصل مین اس عطیہ سے بحث نہین کیجاتی کیونکہ وہ بلک ہے اور اسکا

اسکے تمام ورثا پر جاگیر صدقہ کر دے خواہ کسی ایک کو اسکا ولی و متصرّف بنائے اسکے بعد معطیٰ لہٗ کو اختیار ہے کہ اپنی زندگی مین کسی ایک کو متولی مقرر کرے خواہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۰۔ حکم مثل عام دوسرے املاک کے ہے قسم دوم عطیہ مدد معاش ہے یعنی تملیک منافعہ اراضی بیت المال بدون تملیک رقبہ۔ سوم عطیہ انتفاع محض بروجہ برو احسان بدون تملیک رقبۂ ارض و بدون تملیک منافع اس جگہ یہی دو قسم زیر بحث ہین اور ہر ایک کو ہم علیحدہ علیحدہ فصل مین بیان کرینگے عطیہ مدد معاش خواہ حقیقۃً وقف ہے اور خواہ ارصاد ہے۔ لیکن فقہا نے تصریح کی ہے کہ باعتبار احکام کے وہ ایک حقیّت وقف ہے صرحوا بان اراضی الامیریۃ یسلک بہا ما یسلک بالاراضی الوقف اراضی امیریہ سے مراد بیت المال کی مزروعہ اراضی ہے۔ کیونکہ ارض ہبۃ عطا کر دینے کے بعد معطیٰ لہ کے ملک مین داخل ہو جاتی ہے اور احکام عطا اس پر سے ساقط ہو جاتے ہین۔ جیسے ہم بیان کر آئے ہین اور عطیۂ انتفاع محض علی الوجہ البرّ و احسان ایک قسم کا اعارہ ہے اسے وقف نہین کہہ سکتے پس فقہائے کے اس قول (صرحوا بان اراضی الامیریۃ الخ) کا تعلق عطیہ مدد معاش ہی سے ہو سکتا ہے اور وہ بعینہٖ وقف ہے۔ پس جب یہ ثابت ہوا کہ حقیّت مدد معاش بعینہٖ حقیّت وقف ہے اور اسکے جملہ احکام مثل ارث و تولیّت وغیرہ بعینہٖ حقیّت وقف ہی کے احکام ہین۔ لہذا اس عطیہ کے احکام کو فقہائے نے بحث وقف ہی کے ضمن مین بیان کیا ہے اور مستقل اس سے بحث نہین کی۔

نصب ولی مین امام وقت مختار ہے۔ یہ اسلئے کہ وہ عام متولّی اوقاف ہے اور یا اسلئے کہ وہ واقف ہے اور واقف نصب ولّی اور اسکے عزل کا عہدہ اسکے لیے مخصوص کر سکتا ہے۔ فتاوی عالمگیریہ مین ہے وان وقف ضیعۃً لہ واخرجہا من یدہ الی القیّم ثم اراد ان یاخذھا من یدہ فان شرط لنفسہ فی الوقف ان لہ العزل والاخراج من ید القیّم کان لہ ذلک وان لم یکن شرط ذلک فعلی قول محمدؒ لیس لہ ذلک ص ۱۲۷ ج ۲ عالمگیریہ کہ اگر ایک شخص نے ایک قطعہ زمین کو وقف کیا اور اسکے لیئے ایک قیّم مقرر کرکے انتظام جاگیر وقف اسکے سپرد کر دیا پھر اسنے یہ ارادہ کیا کہ اسے معزول کر دے اگر اسنے وقف مین اپنے لیئے یہ اختیار مخصوص کر لیا ہے تو وہ قیّم کو معزول

آیندہ کے لیئے وصیّت کرے۔ اسکے بعد قاضی مختار ہے لیکن متوّلی کے ورثا ہوتے ہوئے اجنبی کو متولّی بنانا جائز نہین۔ مگر ضرورت کے وقت وہ ایسا کرسکتا ہے

قَالَ وَاِذا مات المتولّی والواقفُ حیّ فالرای فی النّصب اِلی الواقف لا الی الحاکم وَبَعْدَ مَوتِ الواقف اِلی وصیّه لا اِلی الحاکم وان لم یکن له وصیٌّ فالرای الآن اِلی الحاکم وفی الفَصْلِ الحاکم لَا یَجْعَل القیّم مِنَ الاجانب مادام یجدُ فی اَهْل بیت الواقف من یصلح لذٰلک (لسان الحکّام وعالمگیریہ صـ ۱۲۷ ج ۲)

(۲) مُعطیٰ لہٗ نے اپنی زندگی مین اگر ایک شخص کو متولّی جاگیر مقرّر کردیا ہے خواہ آیندہ کے لیئے وصیّت کی ہے تو یہ جائز ہے اور اسکا نفاذ حاکم وقت کی رائے پر موقوف رہتا ہے۔ لیکن اگر یہ تقرر خلاف مصلحت وقت ہے یا حقیّت عطیہ کے خلاف ہے

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۱۔ خارج کرسکتا ہے اور اگر اُس نے اس اختیار کو مخصوص نہین کیا تو بقول حضرت امام محمدؒ اسکے لیئے یہ اختیار نہین لیکن وقف کردینے کے بعد اور موقوف علیہم کے حقوق متعلق ہوجانیکے بعد وہ کسی کا حصہ رسد منقطع نہین کرسکتا کیونکہ وقف کردینے کے بعد شئے موقوفہ اسکی ملک مین نہین رہتی اور اسقاط حق ثابت شارع کی شان سے ہے عطیہ مدد معاش چونکہ کالِ وقف ہے اسلیئے عطا کردینے کے بعد عطیہ کا واپس لینا اور یا کسی ایک حقدار کو اسکے جائز حق سے محروم کردینا شرعًا جائز نہین جیسے کہ ہم نے بحث العطا مین مشرحًا بیان کردیا ہے لیکن اگر سلطان معطی نے نصب ولی اور اسکے عزل کا اختیار اپنے لیئے مخصوص کرلیا ہوا ہے تو وہ اور اسکے بعد کے سلاطین البتہ اس اختیار کو استعمال کرسکتے ہین۔ (مولف)

۵۲ اسلیئے کہ حکم قاضی صاحب حق کے لیئے حق جدید پیدا نہین کرتا بلکہ صاحب حق کے استحق کو ظاہر کرتا ہے جو اسکو معطی یا واقف کی جانب سے ملا ہے پس قاضی کے لیئے عطائے تولیت و عزل تولیت نہین ہے بلکہ اظہار عزل ونصب ہے اور یہ کہ وہ صاحب حق کو حق دے اور غیر حقدار منازع کو علیحدہ کرے۔ (مولف)

مثلاً اقرب کے ہوتے ہوئے اسنے ایک اجنبی کو متوّلی بنایا ہے یا ایک نالائق کے لیئے وصیّت کی ہے تو عام متولّی اوقاف یا قاضی کے لیئے ضرور ہے کہ وہ احقّ واعرف کو بجائے اسکے متولّی مقرر کرے اور جب تک مُعطیٰ لہٗ کے اہلبیت مین کوئی ایک شخص منصب تولیّت کے لائق مل سکتا ہے۔ اجنبی کو اس عہدہ کے لیئے منتخب کرنا جائز نہین علیٰ حسب روایت المذکورۃ وفی اصل الحاکم الخ

(۳) مُعطیٰ لہٗ نے اپنی زندگی مین اگر کسی ایک خاص شخص کو اپنا ولی عہد و قائمقام مخصوص نہین کیا تو اسکی وفات کے بعد منصب تولیّت مین شرعی استحقاق ملحوظ ہوگا۔ پس اولاد مُعطیٰ لہٗ مین سے ارشد واعرف اور قرابت دارون مین سے افضل واقرب کو غیر پر ترجیح دیجائیگی یعنی اولاد مُعطیٰ لہٗ مین اگر کوئی شخص اس منصب کے لائق موجود نہین اور قرابت دار موجود ہین۔ تو اقرب کو متولّی بنایا جائیگا اور اگر وہ بھی اس درجہ کے اہل نہین تو ایک متدین اجنبی کو منتخب کرسکتے ہین لیکن اس تقرر کے بعد اگر کوئی اقرب مُعطیٰ لہٗ یا اسکی اولاد مین کوئی لائق شخص پیدا ہوجائے تو تولیّت پھر اُسی کی طرف منتقل ہوجائے گی۔ قَالَ فَاِنْ مات ولم یجعل وَلَایتہ اِلی احدٍ جعل القاضی له قیّمًا ولا یجعله من الاجانب مادام یَجِدُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِ الوَقْفِ من یصلح لذٰلک فَاِنْ لَمْ یجد فمن الاجانب فان قام اجنبیًا ثمّ صار مَن اَهْلِهٖ من یصلح صرفه اِلَیْهِ کَمَا فِی حَقِیْقَةِ الملک (اسعاف بحث ولایۃ وقف و لسان الحکّام باب ولایۃ الوقف) وعالمگیریہ صـ ۱۲۷ ج ۲ ایضًا

وَاِذا مَاتَ المتولّی وَلَمْ یوص اِلی اَحَدٍ - نصّوا علیٰ ان ولایۃ النّصب اِلی القاضی وَعَلیٰ اِنَّهٗ لا یَجْعَلِ المتولّی غیر الاصلح من اقرباء الواقف (درمختار)

(۴) تولیت یا مصارف وقف اگر مشروط بشرائط ہین تو حتی الوسع ان شرائط کی پابندی ضروری ہے۔ لیکن جو شرائط خلاف مصلحت وخلاف شرع شریف ہوتے ہین وہ لغو اور ساقط ہو جاتے ہین ان کی پابندی لازمی وضروری نہین سمجھی جاتی۔ مثلاً اگر واقف نے کہا ہے کہ میرے بعد زید اور اُسکے بعد بکر متولی ہوا کرین بہ ترتیب مذکور تو واقف کے بعد زید اور اُسکے بعد بکر ہی کو متولی بنانا چاہیئے اور یہ اُنہین کا حقِ خاص سمجھا جائیگا۔ مثلاً زید کسی دوسرے شخص کو اپنی طرف سے یہ منصب نہین دے سکتا۔ لیکن اگر واقف نے یہ بھی شرط کی ہے کہ متولی کو موقوف کرنیکا حق کسیکو نہ ہوگا۔ تو یہ شرط اس وقت باطل ہو جائے گی۔ جبکہ متولی فرائض تولیت سے اعراض کرتا ہے۔ مداخلت بیجا اور خیانت وغیرہ منافی امانت ودیانت داری اس سے حرکات سرزد ہوتے ہین۔ اس صورت مین متولی خود واقف ہو یا کوئی دوسرا شخص کہ واقف نے اسکو قائم کیا ہے یا قاضی نے وہ فی الفور معزول کر دیا جائیگا۔ قَال لو شرط ان یلیہ فلانٌ بعدَ موتی ثم یلیہ فلانٌ ثم بعد یلیہٗ فلانٌ فھذ الشرائط جائزٌ ایضاً وَلَو قَالَ الولایت إلی عبد اللّٰہ ومِن بَعْدِہٖ الی زَیْدٍ فمات عَبْدُ اللّٰہِ واوصیٰ الی رَجُلٍ آیکون للوصی ولایت مع زَیْدٍ قَالَ لَا وکانت الولَایت لِزَیْدٍ۔ ایضاً وَلَوْ اَنّ الواقف شرط الولایۃ لِنَفْسِہٖ وَشَرطَ اَنّ لَیْس لسلطانٍ اَو قاضی عزلہٗ فان لم یکن ھو مَامُونًا فِی ولایۃ الوقف کان الشَرْطُ باطلاً وَللقاضی اَن یَعزِلہٗ ویُولّ غیرہٗ ج۲ ص۱۲۷ عالمگیریہ ناقلاً عن القاضی خان۔ ایضاً وَالثَّالِثُ اَنْ یکون خَائِنًا وَظَہر مِنت خیانتہ للقاضی اَن یعزلہ وینصب وصِیًّا آخَرَ اَمِیْنًا (فتاوی قران خوانی ولایۃ الوقف)

(۵) عہدۂ تولیت اگر مشروط بصفت علم ورُشد وفضل وغیرہ ہے اور اولادِ مُعطیٰ لہٗ یا اولادِ واقف علم وفضل مین مساوی ہے تو باعتبار اعرفیتِ معاملات وتدین وبلحاظ عُمر بڑے کو ترجیح دیجائیگی مرد ہو خواہ عورت اگر وہ لائق تولیت نہین ہے مثلاً صغیر ہے تو قاضی اسکے لائق ہونے تک دوسرے کو منصرم متولی بنا سکتا ہے قال لو جعَلَ الوِلایۃ لافضل اَولادِہ وکانوا فِی الفضل سواءً یکون الولایۃ لاکبرھم سِنًّا ذکرًا کَانَ اَو انثیٰ وَلَو کَانَ الافضل غَیرُ موضِعٍ اَقَامَ القاضی رجلاً یَقُوْمُ بِاَمْرِ الوقف۔ فَاِذَا صارَ اَھلاً تردّ الوِلَایۃ الیہ البحر الرائق کتاب الوقف)

(۶) عطیہ اگر مشروط بشرائط ہے اور اسکے بعض یا کل شرائط خلاف مصلحت وقت وخلاف شرع شریف ہین تو ان کی رعایت مُعطیٰ خاص کے عہد حکومت تک جائز ہے دوسرے بادشاہ کے عہد حکومت مین وہ قیود لغو ہو جاتے ہین حاکم وقت مصلحت وقت کے موافق اُن مین تغیر وتبدل کرسکتا ہے کیونکہ اس قسم کے عطیات دراصل ارصادات ہین اور ان کی قیود کی پابندی چندان لازمی امر نہین ہے خصوصاً جبکہ وہ شرع شریف کے خلاف ہین۔ مثلاً ایک قطعہ اراضی مملوکۂ بیت المال زید اور اسکی اولاد اور اولاد کی اولاد کو پشت در پشت تا بقائے نسل معافی دیگئی ہے اس شرط پر کہ بعد زید اسکی اولاد مین سے جو مرے اسکا نصیب اسکے بھائی کی طرف منتقل ہو اور اسکی اولاد کو کچھ نہ دیا جائے پھر زید تین لڑکے اور ایک لڑکی اور پوتے پوتیان اور نواسا ونواسی چھوڑکر مرا زید کی معافی تو اسکی صُلبی اولاد پر منقسم ہوگی لیکن زید کی صُلبی اولاد مین سے جو اسی بادشاہ کے عہد مین مرے گا اُس کا حصہ اُسکے بھائی کی طرف منتقل ہوگا نہ اُسکی اولاد کی طرف اور وہ بالکل محروم رہیگی۔

اور جو بعد اس بادشاہ کے مریگا تو بوجہ لغو ہو جانے شرط کے اسکا نصیب اس کی اولاد کی طرف منتقل ہوگا نہ اسکے بھائی کی طرف اسلئے کہ کل نسل زید معافی دار کی ہے اور جو شرط مانع تھی وہ موت سلطان سے مرتفع ہوگئی۔ قَالَ وَمِنَ الحوادث لَو اقطعها السلطان لَہٗ ولِاَولادِہٖ وَنسلِہٖ وعصب عَلیٰ ان مَاتَ مِنہم انتقل نصیبہ اِلیٰ اخیہ ثُمَّ مَاتَ السُّلطانُ ثُمَّ انتقل مَنْ اقطع فی زمانِ سلطانٍ اخر۔ بل یکون لِاَوْلَادِہٖ لکرارہ مقتضی قواعِدِ هم اِلغاءِ التَّعلِیق بموتِ المعلّق فتدبرہ (غایۃ الاوطار صـ۴۹۵) ایضًا انّ اوقاف السّلاطین مِن بیت المال ارصاداتٌ لَا اَوْقَافٌ حقیقۃً وَاِنَّ مَا کَانَ منہا عَلیٰ مصارف البیت المالِ لَا ینقص بخلاف مَا وقفہٗ السلطان عَلیٰ اولادہ او عتقائہ مثلاً وَاَنَّہٗ حیث کانت ارصادًا لا یلزم مراعاۃ شروطہا لعدم کونہا وقفا صحیحًا لان شرط صحتہ ملک الواقف وَالسُّلطان بِدُونِ الشراء من بیت المال لَا یملکہٗ (ردالمختار مطلب اوقاف الملوک) ایضًا فلا تراعی شروطہ بالمعنی السابق وَهو انّہٗ اِذا رَاَی ولیّ الامرِ المصلحۃ فِی زیادۃٍ فیہ او نقصٍ فی مصارفِ الوقفِ المذکور یَسُوغُ لَہٗ ذٰلِکَ وَلَیْسَ الامران یصرفہ عن الجہۃ الَّتِیْ عُیِّنَت فِی الْاِرصادِ صـ۴۲۹ ج۲ مہدویہ

(۷) تولیت اگر واقف کی اولاد کے لیئے مشروط ہے اور متولّی کے لیئے کسی خاص صفت یا سنّ کی قید نہین لگائی گئی تو اس صورت مین واقف کی تمام اولاد منصب تولیت کی مستحق سمجھی جائیگی اور جاگیر کا نظم ونسق ان تمام کی صلاح و مشورت پر موقوف رہیگا۔ یہان تک کہ اگر ان مین کوئی لڑکا کم عمر ہے تو قاضی کو اختیار ہے کہ

ایک اجنبی شخص کو اسکا قائم مقام بنائے اور یا انہین مین سے ایک کو اسکا نائب مناب مقرر کردے جو اپنی طرف سے اصالتًا اور اس نابالغ کی جانب سے نیابتہً کام کرسکے۔ قَالَ لَو جَعَلَہا لِاَولادِہٖ وفِیہِم صغیرًا دَخَلَ القاضی مکانہٗ اجنبیًا اَوْ وَاحِدًا مِنْہُم کبیرًا (اسعاف)

ولایتہ عطیّہ بّر

اس عطیّہ مین کسی قسم کی ارث[۵۱] جاری نہین ہوتی اسلیئے کہ وہ مُعطیٰ لہٗ کا نہ حقیقتہً ملک ہے

[۵۱] اس مین ارث اس لیئے جاری نہین ہوتی کہ وہ ترکہ میت نہین لیکن اگر مُعطیٰ لہٗ کی وفات کے بعد حاکم وقت نے تمام یا بعض عطیہ متوفی کو اسکے ورثہ پر صدقہ کردیا ہے تو اسکی تقسیم مُعطی کی راے ہی پر موقوف رہے گی۔ جسطرح چاہے مناسب وقت وہ انکے حصص مقرر کرے۔ ورنہ تقسیم حسب فرائض اللہ ہونی چاہیئے اسلئے کہ وہ مفوض ہے۔ بہرحال خواہ کسی طرح سے اسکی تقسیم کیجائے ورثہ متوفی کو جو کچھ ملیگا بطریق ارث و ترکہ میت نہین بلکہ سلطان کی طرف سے عطائے جدید ہوگی۔ اور اس کا تقرر بھی وراثتًا نہین بلکہ تقرر جدید ہوگا۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ عطیہ سلطانی مُعطیٰ لہٗ کی تیسری پشت تک منتقل ہونے کے بعد قابل فسخ نہین رہتا بلکہ وہ مُعطیٰ لہٗ کے ورثہ کے لیئے بمنزلہ ملک متصوّر ہوتا ہے خصوصًا جبکہ اسکی تقسیم حسب فرائض اللہ ہوتی چلی آئی ہے۔ لیکن تقریر مذکورہ بالا سے یہ بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ وظیفہ سلطانی کا معطی لہٗ کی پشت در پشت اولاد مین قائم رہنا اور فرایض الہیہ کے طریق پر مُعطی لہٗ کے ورثہ کے درمیان تقسیم ہونا۔ دلیل ملک عطیّہ نہین ہے۔ ہوسکتا ہے کہ سلطان کی طرف سے ہر پشت کے لیئے عطائے جدید ہو اور دوسری تقسیمون پر فرایض اللہ کو مفوض ہونے کی وجہ سے ترجیح دیگئی ہو۔ ہان اگر اسکے ملک ہونے کے لئے کوئی اور دلیل موجود ہے تو صورت مذکورہ اسکے لیئے معین ہوسکتی ہے۔ (مولف)

اور نہ ملک ہے بروجہ وقف و ارصاد بلکہ وہ عوض اُجرت ہے یا محض رعیت پس جبکہ خود مُعطی لہٗ اس عطیّہ کا مالک نہین تو اسکے ورثہ کیونکر اسکے مالک بن سکتے ہین۔ لہذا فقہائے نے کہا ہے اس عطیّہ کا صرف وہی شخص مستحق سمجھا جاتا ہے جسکو سلطان وقت عطا کرے اور وہ اس سے اسوقت تک فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ جب تک کہ سلطان نے اسکو اس سے مُنتفع ہونیکی اجازت دی ہے۔

وَاِذَا اَعطی السُّلْطَانُ لِرَجُلٍ خراجَ الارض لَا یَنبَغی ذالِکَ الرَّجل اَن یبیع تِلکَ الاَرضَ اَو یھبہا وَلَا یَصِیرُ بَعدَ مَوتہٖ مِلکاً لِوَرَثَتِہٖ لانّہا لَم تَکُن مِلکاً لَہٗ فَکَیفَ تَکُونُ مِلکاً لِوَرثَتِہٖ لَھَا (ص ۳۹۶ فتاویٰ صدریہ عن الذخیرہ) اس مسئلہ کو ہمنے زیر بحث فصل استرداد عطیّہ مُفصّلاً بیان کیا ہے وہان دیکھنا چاہیئے۔

وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِحَقِیقَۃ الحال ھٰذا ما ظَھر لی بعون اللہ الملک الحقیق و بتوفیق من بیدہ ازِمّۃ التّحقیق وآخر دعوٰینا الحمدُ لِلّٰہِ ربّ العالمین وَالصّلوٰۃ وَالسّلَام عَلَی افضل المرسلین سیدنا محمدن الصادق الامین وعلی آلہ واصحابہ الاکرمین اِلیٰ یَومِ الدّین۔ **محمّد فتح الدین** ابن حکیم غلام محمد الحنفی القادری الخوشابی۔ (پنجاب)

بالخیر ختم شد

ضمیمہ

مرقومہ میر احمد شریف صاحب جب وکیل درجہ اوّل

اگرچہ اس سرکار ابد پایدار کا قانون عام فقہ حنفیہ رہا ہے اور[۱] توضیع قوانین مین بھی شرع اسلام کو ماخذ اعظم قرار دیا گیا ہے[۲]۔ لیکن بلحاظ عمل کے دیکھا جائے تو بجز چند خاص ابواب کے تمام ابواب مین قانون سلطنت کی پابندی کیجاتی ہے۔

صیغہ مال مین بھی یہ حکم ہے کہ اہل اسلام کے وراثت مین شرع محمدی کے مطابق حکام کو اپنی رائے قایم کرنی چاہیئے۔ لیکن[۳] غور کے قابل یہ امر ہے کہ شرع محمدی سے کہا صرف احکام توریث و ترکہ مراد ہین؟ یا وہ احکام جو مخارج بیت المال سے متعلق ہو سکتے ہین؟ اسلامی تمدن کے عہد مین محکمہ بیت المال کی آمدنی کے حسب ذیل چار ذرایع تھے۔

۱۔ زکاۃ و عشر

۲۔ خمس (مال غنیمت کا پانچوان حصہ) معدنیات کی آمدنی۔ زمین مین گڑے ہوئے مال (رکاز) کی آمدنی۔

۳۔ خراج و جزیہ

۴۔ مال لادعویٰ اموال لاوارث کی توفیر

ان مین سے ہر ایک مدخل کا مخرج بھی حسب ذیل معین تھا۔

۱۔ زکاۃ و عشر کی آمدنی مستحقین کی حاجت برآری۔ غلامون کی آزادی۔ اور غازیون

---

[۱] روبکار دفتر سرکار مال نشان ۹۴۔ مورخہ ۲ رآذر ۱۳۲۷ف و گشتی صدر المہام عدالت نشان ۱۰۔ بلدہ مورخہ ۴ رآذر ۱۳۲۸ف

[۲] دفعہ ۳۵۔ الف قانون نشان ۱۔ بابۃ ۱۳۱۵ف

[۳] گشتی معتمدی مال نشان ۳۸ بابۃ ۱۲۹۹ف

کے ساز و سامان مین صرف کی جاتی تھی۔

۲۔ خمس وغیرہ کو۔ یتیم۔ مسکین۔ ومسافر پر خرچ کرتے تھے۔

۳ خراج۔ وجزیہ سے فوج کی تنخواہ دی جاتی تھی۔ سرحد کی حفاظت ہوتی تھی۔ قلعے بنتے تھے۔ سڑکون اور پلون کی مرمت کیجاتی تھی۔ بڑی بڑی نہرین کھودی اور جاری رکھی جاتی تھین۔ سرائین اور مسجدین بنتی تھین پانی کے بند باندہتے تھے اور اُسکے احکام کا بندوبست رکھتے تھے تعلیم کا انتظام تھا پڑہنے والون اور پڑہانے والون کو وظائف ملتے تھے۔ ملازمون کو اور اون سب لوگون کو جو مسلمانون کے فائدے کے لیے کام کر رہے ہون تنخواہین دی جاتی تھین۔

۴۔ توفیر کا خرچ یہ تھا کہ بیمارون کی تیمارداری ہو اور انکے کھانے پینے اور دوا اون کا انتظام رہے۔ غریب مردون کی تجہیز و تکفین ہو۔ لقیط یعنی سرِ راہ جو لڑکے پڑے ملین اون کی پرورش کا انتظام ہو۔ جو کمانے سے عاجز ہو اُس کی معاش کا سامان کردیا جائے[1]۔

مگر اب وہ بیت المال رہا نہ بیت المال کی شاخین رہین نہ اوسکے مداخل و مخارج کے انتظامات قدیم ہین اسی وجہ سے متاخرین نے ردعلی الزوجین کو جائز قرار دیا ہے۔ بہرحال زمانہ حال کے عطیات سے زمانہ سلف کے عطیات تابع بیت المال کے احکام بالکلیہ متعلق نہین ہوسکتے نہ پورے طور پر احکام متروکات کی پابندی کی جاسکتی ہے۔

بعض اصحاب کا یہ خیال ہے کہ دریافت انعامی کو صرف قابض معاش سے غرض ہوتی ہے اور معاش کے اندرونی تقسیمات سے یا ورثہ کے تعین و تصفیہ حقوق سے کوئی غرض نہین ہوتی۔ غالباً اونکا خیال مولفہ مجموعہ مال کے اوس

[1] عالمگیری جلد ا صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۳

عبارت پر مبنی ہے جو دفعہ ۲۳ دستور العمل انعام کے حوالہ سے لکھی گئی ہے۔ حالانکہ دستور العمل انعام کے دفعہ ۲۳ کی عبارت اس سے زیادہ نہین ہے۔

"فیصلہ ہر یک مقدمہ از کسیکہ بنام مش انعام مقرراست یا آنکہ نوکری بجا می آرد نمودہ خواہد شد و ہمان کس ذمہ دار و جوابدہ متصور خواہد شد و از سرکار دریافت دخل تقسیم نہ خواہد بود۔"

یہ فقرہ اُس دستور العمل انعام کا ہے جو ۳۶ سال قبل ۱۲۹۳ھ مین مرتب و نافذ ہوا تھا جو اکثر امور مین جامع و مانع نہ تھا اور جس مین بہت سے اصلاحات و اضافات زمانہ مابعد مین ہوتے رہے ہین۔ بہرحال فقرہ بالا کا مفہوم اس سے زیادہ نہین ہے کہ اگر معاش مشروطی ہے تو بجا آرندہ خدمت کے نام اور اگر غیر مشروطی ہے تو صاحب سند کے نام بحالی معاش کا فیصلہ کیا جاویگا اور کوئی دریافت معاش کے تقسیم کے نہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب دہندہ دستور العمل کے پیش نظر صرف اُن معاشون کا تصور تھا جن پر پابندگان معاش قابض ہون اور وہ معاشین مطلقاً پیش نظر نہ تھین جنپر پابندگان معاش کے ورثہ اور قایم مقامان حقیت کا قبضہ ہے۔ اسی وجہ سے صرف پیش نظر صورتون سے متعلق قاعدہ فقرہ ۲۳ مین ضبط کیا گیا اور دوسری صورتون سے متعلق کوئی قاعدہ اس دستور العمل مین نہین رکھا گیا۔ جبکہ صاحب سند کے حیات مین دریافت انعامی کیجاوے تو اُس مین دوسرے مباحث کا پیدا کرنا صیغہ انعام کی ضرورت تحقیقات سے خارج تھا اسلیئے دوسرے اشخاص کے دعاوی اور دخل و تقسیم کے مباحث خارج رکھے گئے۔ مگر صاحب سند کے انتقال کے بعد جو انعامی دریافت ہوتی ہے اوس کے اشکال مختلف کی نسبت ۱۲۹۳ھ کے دستور العمل مین کوئی قاعدہ نہ تھا اسلیے کبھی یہ خیال کیا گیا کہ اُن اشکال کا تعلق عدالت سے ہے۔ چنانچہ گشتی مجلس مالگزاری نشان (۱۲) بابتہ ۱۳۰۲ھ کے ترتیب کے وقت اُسی خیال کی بنیاد پر فہرست

امتیاز مقدمات سے کے عنوان ۵ کے مدات ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ یعنی تقسیم حصص - دعویٰ تقابض اور دعوی کلانیت جاگیرات کو بالکلیہ عدالت سے متعلق کردیا گیا - لیکن زمانہ مابعد مین تجربہ سے اوس اصول کی غلطی ثابت ہوتی گئی جو عطیات شاہی کے نسبت اختیار کی گئی تھی - چنانچہ تدریجاً احکام جاری ہوتے رہے ہین -

سب سے پہلے نواب وقار الملک بہادر کے زمانہ معتمدی مین حسب الحکم سرکار ایک گشتی نشان (۲۶) مورخہ ۲۹ ؍ آبان ۱۳۰۱ف مطابق ۱۴ ؍ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ جاری ہوئی - جس مین دریافت انعامی کے اس نقص و غلطی کو تسلیم کرکے کہ پابندہ معاش کے ورثہ کی کوئی تحقیقات نہین ہوتی صاف و صریح طور پر اس تنقیح کو بضمن دریافت انعامی قایم کرکے تحقیقات و تجویز کرنے کا حکم دیا گیا -

"دعویدار حال پابندہ اصلی یا صاحب سند کا وارث ہے یا نہین

اور اگر وارث ہے تو بلحاظ نتیجہ تجویز جائداد پر قابض رہنے کا

مستحق ہے یا نہین "

اوسکے بعد اوسی اصول کو پیش نظر رکھ کے مجلس مالگذاری سے گشتی نشان (۳۹) بابتہ ۱۳۰۹ف جاری ہوئی جس مین جمیع امور تنقیح طلب کو معین کرکے یہ بتا دیا گیا کہ دریافت کنندۂ انعام کو کن امور کی تحقیقات و تجویز لازم ہے - چنانچہ اُن امور تحقیقات طلب مین پابندہ معاش اور اوسکے حصہ دار اور اوسکے ورثہ کا تعین اور اُن کے حقوق کا تصفیہ بھی داخل کیا گیا - اور بالآخر بارگاہ خسروی سے جو فرامین مبارک صادر ہوتے رہے اُن سے یہ مباحث بالکل صاف کردئے گئے - اور واضح طور پر یہ بتا دیا گیا کہ "کوئی عطیہ سلطانی متروکہ نہین ہے"- اور عام طور پر عطیات کی نسبت سرکار کا منشا ان الفاظ مین ظاہر فرمایا گیا کہ "معاشداروں کے پس ماندہ ارکان کی پرورش کیجائے اور یہ لوگ عطائے سلطانی کو بجز صیغہ عطا کے حکم کے

حصہ اور تقسیم کر لینے کے مجاز نہین ہین[1] گویا عطیات کی نسبت تمام اختیارات معطی ہی کو حاصل رہین گے - معطی لہ یا اوسکے ورثہ کو باہم یا بطور خود یا بذریعہ عدالت یا پنچایت یا کسی اور صیغہ سے شریک اور حصہ دار عطا بنانے کا کوئی حق نہ ہوگا - چنانچہ خود عدالت العالیہ نے بھی متعدد مقدمات کی اونہین اصول کی پابندی کے ساتھ فیصلے کئے ہین - بہرحال صاحب سند یا پابندہ معاش کے ورثہ اور اونکے حقوق کا تعین و تصفیہ دریافت انعامی کے ساتھ ہی ہوگا -

عطیات مین اگرچہ حکم عام یہ ہے کہ مسلمانون مین شرع شریف کے مطابق اور ہنود مین دہرم شاستر کے موافق فیصلہ وراثت ہوگا - لیکن اوس پر مقدم قاعدہ منشاء معطی اور احکام عطا کی پابندی ہے یعنی معطی کے احکام خاص و عام کے حفظ و رعایت کے ساتھ مسائل توریث کی پابندی کیجا سکیگی - مثلاً (الف) معطی نے صرف معطی لہ کی ذات اور اُسکے اولاد ذکور کے لیئے کوئی مدد معاش مقرر کی ہے تو یہ جائز نہین ہوسکتا کہ اولاد اناث جو وہ بھی احکام متروکات کے مطابق نصف الذکر کی مستحق ہے اُس عطیہ شاہی مین حصہ پسر کے نصف مقدار تک حصہ پانے کی مستحق ہوگی بلکہ اولاد ذکور ہی کو ورثہ حی القایم فرض کرکے شرع شریف کے مطابق اونکے حق و حصہ کا فیصلہ کیا جائیگا - یا

(ب) اگر سند مین آیندہ کے سلسلہ توریث کی نسبت نسلاً بعد نسل یا بطناً بعد بطن یا اولاد و احفاد کے کوئی الفاظ نہ ہون اور اونکی جگہ تا قیام شمس و قمر وغیرہ الفاظ مین سے جو دوام و استمرار پر دلالت کرتے ہین کوئی لفظ ہو تو اوس معاش کے بحالی صیغہ عطا کے احکام عام (۱) کے مطابق صرف ورثہ نسبی پر ہوگی اور ورثہ سببی (جیسے زوج و زوجہ) پر قطعاً نہوگی - حالانکہ وہ شرعاً متروکات مین مستحق توریث ہین -

(ج) اگر سند مین الفاظ با متعلقان ہون تو رزولیوشن مذکور کے مطابق زوجہ کو بھی عطیات مین حق توریث حاصل ہوسکیگا ورنہ نہین[5]

[1] گشتی معتمدی مالگذاری نشان (۱۷) بابتہ ۱۳۰۲ف [5] رزولیوشن نمبر ۷ مورخہ ۱۲ بہمن ۱۳۰۲ف

(د) اگر سند مین صاحب سند کے قید حیات کی شرط ہو تو بحالت وفات صاحب سند معاش مذکور قابل ضبطی ہوگی[۱]

(ھ) اگر کسی مد معاش کی سند مین کوئی قید نہ ہو تو اوسکی موقوفی یا بحالی بالکلیہ سرکار کی صوابدید اور اختیار پر منحصر ہے[۵]۔

اگر بغور دیکھا جائے تو عطیات شاہی کی نسبت دنیا کے تمام قوانین کے اصول بالکل متحد ہین۔ یعنی منشاء معطی ہی اصل اصول توریث ہوتا ہے اسی وجہ سے عطائے ابتدائی کے وقت جس سلسلہ توریث کی شرط قایم کردی جاتی ہے اوسکی پابندی لازم آجاتی ہے یا یون کہنا چاہیئے کہ وہی سلسلہ توریث اوس عطا کا مستقل قانون ہو جاتا ہے۔ اسی اصول پر بعض عطا کی بحالی ورثہ نسبی پر اور بعض کی بحالی ورثہ نسبی اور سببی دونون پر۔ اور بعض کی بحالی نسلاً بعد نسلٍ اور بعض کے ورثہ نسلی اور بطنی دونون پر۔ بعض کی بلا قید اسامی و قسمت با اولاد احفاد۔ بعض کی بحالی خلف اکبر یا اوسکے فرزند کلان پر جائز ہو سکتی ہے۔ الغرض منشاء معطی کے لحاظ سے جو سلسلہ توریث جائز ہو سکتا ہے اوس سے تجاوز نہین کہا جا سکتا اور نہ یہ امر جائز ہو سکتا ہے کہ ورثہ محکومہ سند کی موجودگی مین معطی یا قایم مقام معطی اوس عطا کو ضبط اور شریک خالصہ فرمالے۔ بجز اسکے کہ وہ لوگ سزائے بیدخل یا محروم کئے جائین۔

اگرچہ جاگیر اور نقدی کی بحالی بغیر سند کے صرف بھگوٹہ پر نہین ہو سکتی لیکن دوسری معاشون کی بحالی بھگوٹہ پر جائز کی گئی ہے۔ جسکے تفصیلی احکام دستور العمل انعام اور گشتیات متفرق مین موجود ہین۔

اکثر مقدمات وراثت متعلق عطیات مین یہ بحث پیش آتی ہے کہ مسائل حجب و حرمان

۵؎ رزولیوشن نمبر ۲ مورخہ ۱۲ ار بہمن ۱۳۰۲ف

متعلق ہو سکتے ہین یا نہین۔ فاضل مصنف العطایا نے اس بحث کو نہایت خوبی کے ساتھ اس رسالہ مین لکھا ہے۔ اصل یہ ہے کہ مسائل حجب و حرمان جو متروکات کے خاص احکام ہین عطایا سے اس لیئے متعلق نہین کیئے جا سکتے کہ اُس سے منشاء معطی کی حفاظت پورے طور پر نہین ہو سکتی۔ جب سند عطا مین سلسلہ توریثِ آیندہ محکوم ہو تو اوسکے مطابق معطی لہ اول کا کوئی پس ماندہ محروم نہین کیا جا سکتا اور جب سند مین کوئی سلسلہ توریث محکوم نہ ہو یا معاش بے سندی ہو اور اُس کی بحالی بھگوٹہ پر ہوئی ہو تو معطی یا قایم مقام معطی کے منظورہ قاعدہ عام کے مطابق معطی لہ کے پس ماندگان بلا لحاظ حجب و حرمان اُس معاش سے مستفید ہون گے جیسا کہ گشتی نشان (۱۷) بابت ۱۳۱۲ف مجریہ معتمدی مالگزاری سرکار عالی فرمان خسروی کی بنیاد پر جاری ہوئی ہے۔ اور جس کے ذریعہ سے معطی لہ اول کے تمام پس ماندگان خاندان کی پرورش کو خدام خسروی نے اپنے منشاء عام مین داخل فرمایا ہے۔

مجلس عامہ عدالت کے واجب التعظیم حکام نے بھی اپنے ایک فیصلہ مندرجہ آئین دکن جلد ۹ حصہ اوّل صفحہ ۳ مین یہ طے فرمادیا ہے کہ مسائل حجب و حرمان عطیات شاہی سے متعلق نہین ہو سکتے۔ اور اعلیٰ محکمہ مال نے بھی متعدد مقدمات کا فیصلہ اوسی اصول پر فرمایا ہے۔

الغرض رسالہ العطایا مین تمام مباحث جس جامعیت سے لکھے گئے ہین اُس سے اُمید ہے کہ وہ عام طور پر مقبولیت حاصل کرے گا اور یقین ہے کہ اعلےٰ حکام اوسکو محکمہ جات ماتحت مین سرکاری طور پر تقسیم کرنے کو مناسب بلکہ ضروری خیال فرمائین گے۔

خاکسار

میر احمد شریف

اعلان

زیر تجویز طبع

تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن

یہ مبارک کتاب اردو زبان مین اپنے طرز کی ایک نئی تفسیر ہے اور ایسی کارآمد و عام فہم کہ کم علم طالب علم بھی بخوبی مطلب سمجھ سکے اور ذی علم بھی اصولی عنوان سے استنباط مسائل اور لطف دلائل حاصل کرے اس تفسیر مین پہلی آیۃ قرآنی دو ترجمون (فتح الرحمان ترجمہ فارسی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور اردو ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب) کے ساتھ لکھی گئی ہے اور بعد مین محذوفات و مقدرات عبارت کو ظاہر کیا ہے ہر ایک کلمہ کے الفاظ کی الگ الگ تشریح۔ ماخذ اشتقاق۔ اصطلاحی تغیر اور شرعی و عرفی استعمال کو جتایا ہے تبدیل معنی کے لیئے عربی زبان مین جہان کوئی خاص قاعدہ مقرر ہے مناسب مقام پر اسکی توضیح کی ہے حروف زواید و روابط اور ہر صیغہ کے ساتھ مصدر و مادہ مع صرف صغیر و ضروری تعلیل کو بھی لکھا ہے ایسی ہی ہر ایک آیت کی نحوی ترکیب کو اسہل پیرایہ مین مفصلاً و مشرحاً بیان کیا ہے۔ آخر مین خلاصہ مضامین آیات ضروری قصص و مسائل و فوائد اور شان نزول آیات کو لکھا ہے مزید بران مولف صاحب نے اپنے قیمتی نوٹون اور مفید حاشیون سے اسکی خوبی کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ الغرض ایسی جامع تفسیر آج تک اردو مین تالیف نہین ہوئی۔ چنانچہ اسکی جامعیت اور ضرورت پر عالیجناب خان بہادر مولٰنا مولوی محمد انوار اللہ خان صاحب قبلہ استاد اعلیحضرت بندگان عالی متعالی حضور پر نور ادام اللہ اقبالہٗ و عالیجناب شمس العلماء آنریبل نواب عماد الملک بہادر علامہ سید حسین صاحب بلگرامی و اکثر اہل الرائے فضلاً نے تقریظین بھی لکھی ہین۔ نمونہ کے طور پر ہم بعض کو ذیل مین درج کرتے ہین۔

نقل تقریظ

عالیجناب شمس العلماء آنریبل نواب عماد الدولہ عماد الملک بہادر علامہ سید حسین صاحب بلگرامی

تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن مین مصنف نے بڑی محنت اور ریاضت سے کام لیا ہے۔ گویا معمولی استعداد کے طلبہ کو مطول و مشکل تفاسیر سے مستغنی کر دیا ہے۔ تمام وہ مباحث جنکی آیات قرآن مجید کے سمجھنے مین ضرورت ہوتی ہے ———— اس مین موجود ہین۔ اعراب۔ حجۃ لغۃ۔ قصص احتمالات سب کے سب اس مین مختصر طور پر موجود ہین فی الواقعہ مولف صاحب اس تفسیر کی تالیف کے ذریعہ قوم کی خدمت بجا لاتے ہین کیونکہ کلام مجید کی خدمت قوم کی خدمت ہے۔

دستخط

سید حسین عماد الملک۔

اعلان